جمہوریت

ایک پرفریب طاغوتی نظام







مصنف؛ ڈاکٹر سید محمد اقبال

مصنف؛ ڈاکٹر سید محمد اقبال

ملنے کا پتہ؛ مکتبہ؛ علامہ عبدالرشید غازی شہید جامعہ سیدہ حفصہؓ G7-3/2 مکتبہ؛ حسان غازی شہیدؒ لال مسجد اسلام آباد

جمہوریت

قاتلوں، چوروں، ڈکیتوں، کو تحفظ فراہم کرنے والی

عوام کی الوھیت کے دعویدار

سودی نظام کو عام کرنے والی

گالم گلوچ کی فضا پیدا کرنے والی

بے حیائی فحاشی، عریانی کے علمبردار،

دھوکہ اور پرفریب نعروں سے پر نظام

عوام کی خون پسینے کی کمائی لوٹنے والی

غیر ملکی اشاروں کے سامنے جھکنے والی

اپنوں پر طاقت کے جوھر دیکھانے والی

اللہ تبارک وتعالی کی حدود کو توڑنے والی

روٹی، کپڑا، مکان کا پر فریب نعرہ لگانے والی

انگریزوں کے مفادات کا تحفظ کرنے والی

نیک صالح اور بدکار انسان کو برابر کا حق دینے والی

ملک کے وڈیروں اور نوابوں کو قوم کے خون چوسنے کا راستہ دینے والی

ملنے کا پتہ؛

مکتبہ؛ علامہ عبدالرشید غازی شہید جامعہ سیدہ حفصہؓ G7-3/2

مکتبہ؛ حسان غازی شہیدؒ لال مسجد اسلام آباد

جمہوریت

ایک پرفریب طاغوتی نظام

ڈاکٹر سید محمد اقبال

چند ضروری باتیں

محمد عبدالعزیز غازی؛ خطیب لال مسجد اسلام آباد

نوٹ؛ تمام دردمند مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں موجودہ جمہوری طاغوتی نظام کا بائیکاٹ کریں اور اسلامی انقلاب کی کوششیں تیز کریں۔

﴾انتساب﴿

پاکستان کے بننے سے لے کر آج تک جن لوگوں نے اس طاغوتی نظام کے خلاف قربانیاں دیں اور اب تک دے رہے ہیں خصوصا شہدائے لال مسجد جنھوں نے طاغوتی نظام کے خلاف ایک مؤثر تحریک چلائی اور عظیم قربانیاں دے کر اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کر دی انشاء اللہ عنقریب اسلامی انقلاب آ کر رہے گا۔

چند ضروری باتیں

پاکستان لاکھوں افراد کی قربانیوں سے اسلامی نظام کے لیے بنا تھا لیکن افسوس پاکستان کے بنتے ہی ایک دجالی جمہوری نظام پاکستان میں نافذ کر دیا گیا جس کی وجہ سے پاکستان مسائلستان بن گیا یہ نظام اللہ تبارک وتعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کرتا ہے اور یہ حاکمیت عوام کو دیتا ہے اس لیے اس جمہوری نظام کے پرستار سیاست دان سارا دن اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر عوام عوام کی رٹ لگاتے ہیں کہ عوام جو چاہے گی وہ ہوگا اور حقیقت میں یہ بھی دھوکہ اور فریب ہے سروے رپوٹیں آ چکی کہ عوام کا ساٹھ فیصد حصہ انتخاب میں حصہ ہی نہیں لیتا اور شہری علاقوں میں رہنے والے پڑھے لکھے لوگوں کی بھی اکثریت انتخاب میں حصہ نہیں لیتی صرف اور صرف دیہاتوں کے لوگ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں تو وہ بھی علاقے کے وڈیروں نوابوں کی دولت اور طاقت اور دہشت کی وجہ سے ووٹ میں حصہ لیتے ہیں جو ووٹ نہیں دیتا وہ اپنی طاقت اور دولت کے بل بوتے پر اس کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں جمہوریت کے اندر ملک کے موجودہ دیگر گوں مسائل کا حل قطعاً قطعاً نہیں ہے جمہوریت کے دعوی داروں سے ذرا سوال کیجئے کہ درج ذیل مسائل کا جمہوری حل کیا ہے تو وہ ان مسائل کا کوئی حقیقی حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

۱......ملک کے سودی نظام نے معیشت کا بیڑا غرق کر دیا ہے سودی نظام اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے اعلان جنگ ہے۔ سود سے چھٹکارے کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۲......کراچی میں ۲۵، ۳۰ سال سے قتل عام جاری ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۳......بلوچستان میں احساس محرومیت کے نتیجے میں ایک سخت قسم کی مزاحمت کا سامنا ہے اور بلوچستان تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے تو بلوچستان کو تباہی کے دھانے سے بچانے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۴......قبائل میں جو جنگ وجدل ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۵...... پورا ملک چوروں اور ڈاکوؤں اور اغواء کاروں نے یرغمال بنا دیا ہے اس کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۶...... بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے واقعات بڑھ رہے ہیں عورتوں کے چہروں پر تیزاب پھینکنے کے واقعات میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۷...... اللہ تبارک وتعالی کی نافرمانی کی وجہ سے پانی کی شدید قلت ہو چکی ہے اور بجلی کی پیداوار متاثر ہوگئی ہے اور اس طرح گیس کی پیداوار بھی اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے متاثر ہوگئی ہے تو اللہ تبارک وتعالی کی نافرمانی کو ختم کرنے کا جمہوریت میں کیا حل ہے؟

۸...... پاکستان کے چینل انتہا درجے کی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں اس طرح اخبارات اور رسائل بھی فحاشی اور عریانی پھیلا رہے ہیں تو جمہوریت کے حق میں دلائل دینے والے علماء اس کا جواب دیں کہ آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اس فحاشی اور عریانی کو بند کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹...... جب ملک کی عدالتوں میں انگریزوں کا بنایا ہوا طاغوتی نظام چل رہا ہو جس میں مقدمات پندرہ بیس سال چلتے ہوں اور مقدمات لڑنے کے لیے لاکھوں روپے کی ضرورت ہو تو جمہوریت کے دعوی دار بتائیں کہ اس کا حل جمہوریت میں کیا ہے؟

۱۰...... جمہوریت کے دعوی داروں سے یہ بھی سوال ہے کہ پاکستان بھر میں جو علماء طلباء تاجر اور عوام کا قتل عام جاری ہے اور آئے دن ملک میں ان واقعات کے سدباب کے لیے ہڑتالیں اور مظاہرے کر رہے ہیں تو اس جمہوری طاغوتی نظام کے دیئے ہوئے ان احتجاجی تحفوں یعنی ہڑتالوں اور مظاہروں سے قتل عام کا سدباب ہو رہا ہے یا یہ ہے کہ مظاہرے اور ہڑتالیں ملک کو تباہی سے دو چار کر رہے ہیں اور قتل عام کا کوئی جمہوری حل نظر نہیں آ رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک کے دگرگوں مسائل کا حل اس جمہوری طاغوتی نظام میں نہیں ہے بلکہ کائنات کے خالق و مالک اور کائنات کی کھربہا کھرب چیزوں کو بے عیب انداز میں تخلیق کرنے والے سارے عیبوں سے پاک اللہ تبارک وتعالی کے دیئے ہوئے نظام قرآن وسنت میں

ہے اسلامی نظام آئے گا قرآن وسنت کا نفاذ ہوگا تو اللہ تبارک وتعالی کی رحمتیں ہماری طرف متوجہ ہوں گی بارشیں خوب ہوں گی تو پانی کا مسئلہ حل ہوگا بجلی کی پیداوار بڑھے گی فصلیں خوب اگیں گی معیشت بہتر ہوگی بجلی کی پیداوار بڑھے گی تو صنعتوں کا جو پہیہ جام ہے چل پڑے گا؟ قرآن وسنت کا نفاذ ہوگا تو کرپشن کا خاتمہ ہوگا ملک کی اضافی زمینیں غریبوں میں تقسیم کی جائیں گی تو غریبوں کا بوجھ کم ہوگا غریب دعائیں دیں گے ملک میں قصاص کا قانون ہوگا اور قاتلوں کو چند دن کے اندر میڈیا کے سامنے سزا دیتے ہوئے ان کا سر قلم کیا جائے گا تو ملک سے قتل وغارت گری کا خاتمہ ہوگا۔

اور چوروں اور ڈکیتوں کو چند دن میں پوری قوم کے سامنے سزا دیتے ہوئے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے تو پورے ملک میں چوری اور ڈکیتی کا خاتمہ ہوگا آج پورے ملک میں الزامات کا طوفان ہے غریبوں اور معصوموں پر اس کے سد باب کے لیے حد قذف کا اجراء کرتے ہوئے جب تہمت لگانے والوں کو ۸۰،۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے۔ تو تہمتوں کا یہ طوفان تھمے گا۔

اور جب پاکستان میں حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ ہوگا تو قبائل میں جاری تحریک طالبان اپنا رخ پاکستان سے موڑ کر دیگر کفریہ طاقتوں کی طرف متوجہ ہو جائے گی اور یہ آپس کی جنگ جس میں ماہانہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ہزاروں جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس کا خاتمہ ہوگا جب قرآن وسنت نافذ کر کے اہل بلوچستان کو ان کے حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے جائیں گے تو بلوچوں میں احساس محرومی ختم ہوگا۔

جب بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والے تمام لوگوں کو شرعی ضابطوں کا پابند کیا جائے گا اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی تو بے حیائی وفحاشی وعریانی کا خاتمہ ہوگا اور بے حیائی فحاشی کے خاتمے سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوگی اور جب عورتوں کی چہروں پر تیزاب ڈالنے والے کے چہروں پر تعزیراً تیزاب ڈالا جائے گا تو کسی کو جرات نہیں ہوگی کہ وہ کسی کے

چہرے پر تیزاب ڈالے اور جب قرآن وسنت کو نافذ کرتے ہوئے ملک کے بدکاروں زانیوں اور بدکاری کے اڈے چلانے والوں پر پوری قوم کے سامنے انہیں سنگسار کیا جائے گا انہیں کوڑے لگائیں جائیں گے تو پورے ملک میں بدکاری کے اڈوں اور زنا کا خاتمہ ہوگا جب پاکستان میں قرآن وسنت کا نفاذ کرنے کے بعد عدالتوں میں قرآن وسنت کا قانون چلے گا تو عوام کو سستا اور فوری انصاف مہیا ہوگا۔

کچھ حضرات اور علماء کا یہ کہنا ہے کہ پاکستان کا نظام اسلامی ہے قطعا غلط ہے برطانوی نظام میں چند چیزوں کی پیوند کاری ضرور کی گئی ہے لیکن اصل بنیاد برطانیہ کا کالا قانون ہے اس لیے آج عدالتوں اور وکلاء کی الماریوں میں انگریز کی کتابیں نظر آئیں گی لیکن قرآن مجید، بخاری، ترمذی، مسلم، ابوداود، اور فقہ حنفی کی کوئی کتاب نظر نہ آئے گی۔

آخر میں میں تمام ان مسلمانوں سے جو دین کا درد رکھتے ہیں اور اسلامی نظام چاہتے ہیں ان سے گزارش کروں گا جمہوریت کے دعویداروں سے مذکورہ مسائل کا حقیقی حل طلب کریں اور اسلامی نظام کی کوشش کو تیز کریں اور اس کتاب کا مطالعہ کریں یہ کتابچہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے آج سے سولہ سال پہلے لکھا تھا جو باتیں انہوں نے سولہ سال قبل لکھی تھیں آج سولہ سال بعد اس طاغوتی، دجالی نظام کی وہ باتیں خوب واضح ہوکر قوم کے سامنے آچکیں ہیں اس کتاب کو پڑھنا ہر اسلامی نظام چاہنے والے دردمند انسان کے لیے ضروری ہے اس کتاب کے مصنف سے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی رابطہ نہ ہوسکا مصنف سے انتہائی معذرت کے ساتھ ان کی اجازت کے بغیر یہ کتاب چند ناگزیر اور بہت سی مختصر تبدیلیوں کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے علماء کرام اور پروفیسروں، ٹیچروں سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو باقاعدہ مدرسوں اور سکولوں میں پڑھائیں اور اس طاغوتی نظام کا دجل فریب واضح کرکے نوجوانوں کو اسلامی نظام کی طرف راغب کریں۔

اللہ تبارک وتعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

فقط محمد عبدالعزیز غازی (حفظہ اللہ) خطیب لال مسجد اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ہر طرف جمہوریت کا ڈنکا بڑے زور وشور سے بج رہا ہے۔سرمایہ دار ہوں یا جاگیردار، حکمران ہوں یا حزب اختلاف کی جماعتیں، مذہبی رہنما ہوں یا ریاست کے عام باشندے۔۔سب کے سب جمہوریت کی زلف گرہ گیر اور حسن سحر انگیز کی مکمل گرفت میں آچکے ہیں۔جمہوریت کی بالادستی اور تقدس کے ترانے بڑی شان سے گائے جارہے ہیں اور جمہوریت کے اصل مغربی دلال اور سرپرست ان ممالک پر جمہوریت کے تریاق کا یہ نسخہ استعمال کرنے کیلئے مسلسل دباؤ ڈال رہے ہیں، جو بوجوہ اب تک اس کے "استفادہ" سے محروم ہیں۔

جمہوریت کے مداریوں کا دجالی قافلہ ہے جس نے ہر کس وناکس کو حیرت انگیز طور پر اپنے پیچھے لگا لیا ہے۔اندھے جذبات کا ایک بے قابو سمندر ہے جو بڑے بڑے "مفکروں "اور "مدبروں" کے ہوش وحواس خس وخاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہا ہے۔ جمہوریت کے "دیوتا" سے وابستہ کی جانے والی روٹی کپڑے مکان اور روشن مستقبل کی امیدیں ہیں جو جمہوریت کے بت کے آستھان پر لاکھوں انسانی جانوں کی بھینٹ چڑھائے جانے کے باوجود بھی پوری نہیں ہورہیں۔

یہ فتنہ خوشنما اور سراب حقیقت نما جمہوریت آخر ہے کیا چیز؟ شاید ہی چند مستثنیات کے علاوہ کسی نے سنجیدگی سے اس عقدہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہو۔یا یہ جاننے کی زحمت گوارا کی ہو کہ تمام تر فلک شگاف دعوؤں کے برخلاف اس جمہوری نظام سے خیر کی بجائے ہمیشہ شر برآمد ہونے کی وجہ کہیں یہ تو نہیں کہ جو نظام ہمارا مطلوب اور صحیح معنوں میں خیر وفلاح کا سرچشمہ ہے، یہ وہ

نظام ہی نہ ہو۔۔بس "لیڈران قوم" ہیں کہ برآمد شدہ نتائج سے قصداً چشم پوشی اختیار کر کے اور انجام سے بے خبر ہو کر جمہوریت کی پگڈنڈی پر اپنے اپنے عقیدت مندوں سمیت بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ مذہبی رہنما ہیں کہ ووٹ کے ذریعے اسلام کے نفاذ کا نعرہ لگا کر اور انقلاب کا بگل بجا کر پیچھے مڑ کر دیکھنے کے روادار نہیں۔۔۔اور سادہ لوح عوام ہیں کہ اپنی جان و مال، عزت و آبرو اور ایمان و یقین کی دولت کا خراج دینے کے باوجود بھی کیکر کے اس کانٹوں بھرے درخت سے پھولوں کی تمنا دل میں بسائے بیٹھے ہیں۔

زیر نظر تحریر میں جمہوریت کے اس ''بے نقاب بت'' کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کی تمام حشر سامانیاں اور فسوں کاریاں نہایت واضح اور برہنہ ہونے کی حد تک عیاں ہیں لیکن عقل و خرد پر پڑے بے حسی کے پردوں اور آنکھوں پر براجمان مصلحتوں کی اپنی اپنی پسند کی رنگ دار عینکوں نے جمہوریت کی اس عریانی کو کوئی خود ساختہ نقاب پہنائے اور رنگ چڑھا دیئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس تحریر کا اصل مقصد عقل و خرد سے مصلحتوں کے ان پردوں کو چاک کرنا ہے جو جمہوریت کے صنم اکبر کے واضح حقیقی خدوخال اور انسانی شعور کے درمیان حائل ہو رہے ہیں اور آنکھوں سے ان رنگین چشموں کو ہٹا دینا ہے جس کے پار دیکھتے ہوئے جمہوریت کی بھیانک اور کریہہ صورت ہر کسی کو اس کی خواہش اور امید کے مطابق و موافق نظر آ رہی ہے۔ تاکہ جمہوری نظام کے ذریعے اسلام نافذ کرنے والے لیڈروں کو جمہوریت کا اصل روپ دکھایا جا سکے۔۔۔دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جمہوری طوائف کے دلالوں کو مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنے سے روکا جا سکے۔۔۔اور امت مسلمہ کے نوجوانوں کو کھوٹے اور کھرے اور حق اور باطل کا شعور دے کر ان کو حق اور باطل کے درمیان ازل سے جاری کشمکش کے ایک اور معرکے کیلئے تیار کیا جا سکے!!

..................☆☆☆..................

جمہوریت کیا ہے؟۔۔کیانہیں؟۔۔۔

چنداصولی باتیں۔۔۔چندمختصراشارے

جمہوری نظام کی قباحتوں اورایک طاغوتی نظام ہونے کے حوالے سے،منطقی طور پرکسی معاشرے پرمرتب ہونے والے اس کے حددرجہ ہلاکت خیزاثرات کاقدرے تفصیلی جائزہ لینے سے قبل مختصرنکات کی شکل میں جمہوری نظام کے اسلام بیزاری پرمبنی ان باغیانہ پہلوؤں کوذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے جن کی وجہ سے جمہوریت دورجدید کے سب سے بڑے بت کےطور پراللہ تبارک وتعالی کی وحدانیت کے مقابل ابھرکرسامنے آتی ہےاور جونہ صرف اللہ تبارک وتعالی کے واضح احکامات اورحدودوقیود سے یکسرانکاری ہے بلکہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق بنیادی اوراساسی قوانین اوراصول بھی خود طے کرنے پربضد ہے۔اس دعویٰ فرعونیت کےساتھ کہ میں اللہ تبارک وتعالی کےمقابلے میں انسانی معاشرےکوزیادہ بہتراورموجب فلاح نظام دینے کی اہل اور اللہ تبارک وتعالی کے مقابلے میں اس کی زیادہ حقدار ہوں۔جمہوریت کی اللہ تبارک وتعالی سے سرکشی کا یہ کھلا اظہار،جمہوریت کی طرف سے دعویٰ الوہیت کے واضح اعلان سے کسی طرح کم نہیں۔

o۔۔۔پہلی اصولی بات یہ ذہن میں رکھئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک واحد برحق اور موجب فلاح ونجات نظام ایک ہی ہے۔۔اور وہ ہے اسلامی نظام !جس کی بنیادکلام الٰہی اور واجب الاتباع ہستی محمدرسول اللہﷺ کی سنت پررکھی گئی ہے۔اسی طرح قرآن کے سواکسی اور انسانی قانون کواپنا قانون سمجھ کراس کے مطابق فیصلے کرنااللہ تبارک وتعالیٰ کوقطعاًنامنظوراورناقابل قبول ہے۔انسانی قانون تو انسانی قانون اللہ تبارک وتعالیٰ مختلف زمانوں میں اپنے نبیوںؑ اور پیغمبروںؑ پرنازل کئے گئے اپنے ہی ان قوانین (تورات،زبور،انجیل اوردیگرصحیفوں) کوبھی یکسر ناقابل عمل قرار دیتا ہے جن قوانین میں انسانوں نے اپنی خواہشات کے مطابق قطع وبرید اورتبدیلی کاارتکاب کیاہے۔لہذااس حوالے سے یہ اساسی نکتہ ذہن میں رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

کے نزدیک واحد قابل نفاذ نظام، اسلام اور واحد قابل عمل قانون، قرآن وسنت ہی ہے۔اس کے علاوہ وہ تمام نظام اور قوانین جو انسانوں نے اپنی خواہشات اور ناقص عقل کی بنیاد پر تخلیق کئے ،سب کے سب باطل، طاغوتی اور کافرانہ نظام اور قوانین ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ تمام نظام ہائے زندگی اور قوانین کسی بھی درجہ میں قبول و منظور نہیں۔

(۱)۔۔۔اسلام میں حاکمیت کا حق صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے مختص ہے۔جبکہ جمہوریت یہ حق اللہ تبارک وتعالیٰ کے بجائے عوام کو تفویض کرتی ہے۔

(۲)۔۔۔اسلام میں قانون سازی کا حق صرف اللہ کے پاس ہے۔اور فیصلہ قرآن وسنت کے قانون کے مطابق اور اسے ماخذ بنا کر ریاست کے صالح اور اہل افراد پر مشتمل شوریٰ کے ذمہ ہے۔جبکہ جمہوریت نے قانون سازی اور فیصلہ کرنے کا اختیار انسانوں پر مشتمل پارلیمنٹ کے سپرد کر دیا ہے۔

(۳)۔۔۔اسلام میں کسی امر کے جائز یا ناجائز، حلال اور حرام اچھے یا برے کا فیصلہ احکامات الٰہی اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں کیا جاتا ہے اور اس فیصلہ میں معیار کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے۔جبکہ جمہوریت میں اسلام کے برخلاف کسی امر سے متعلق فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور معیار کو یکسر نظر انداز کر کے مقدار کو ترجیح دی جاتی ہے۔چاہے اکثریت کا یہ فیصلہ سود کے حق اور مردوں کے باہمی جنسی تعلق کی تائید ہی میں کیوں نہ ہو۔فیصلہ بہر حال مقداری مانا جائے گا۔ معیاری نہیں۔!

(۴)۔۔۔اسلام سختی کے ساتھ خواہشات کی تابعداری کرنے سے منع کرنے کا حکم دیتا ہے۔جبکہ جمہوریت کا پورا نظام عوام کی جائز و ناجائز خواہشات پورا کرنے کو ہی اصل مدعا اور حاصل بلکہ مقصد زندگی قرار دیتا ہے۔

(۵)۔۔۔اسلام کسی بھی منصب اور عہدہ کیلئے معیار انتخاب تقویٰ،علم، اہلیت اور کردار کی پختگی جیسے اعلیٰ خصائل کو مقرر کرتا ہے۔جبکہ جمہوری نظام میں کسی منصب اور عہدہ پر فائز ہونے کیلئے ان

اوصاف حمیدہ کی طرف خاص کوئی ضرورت سرے سے محسوس ہی نہیں کی جاتی بلکہ اس کیلئے دولت ، طاقت اور منافقت میں مہارت کا ہونا شرط اولین ہے۔

(۶)۔۔۔اسلام میں ریاستی امور انجام دینے والے افراد کے چناؤ کیلئے عوام سے باقاعدہ رائے لینے کا کوئی تصور موجود نہیں ۔ بلکہ یہاں بھی معیار اہلیت کردار اور اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی قرار پاتا ہے۔اور جمہوریت اسلام کے ان تمام حدود و قیود کو یکسر مسترد کر کے ریاست کے ہر اچھے برے، باکردار و بدکردار اور عالم و جاہل کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتی ہے۔

(۷)۔۔۔جن معاملات میں رائے یا گواہی دینا ضروری ہو وہاں بھی اسلام گواہی صرف معاملہ فہم، صاحب عمل اور فسق و فجور سے اجتناب کرنے والے افراد ہی کو رائے اور گواہی دینے کا اہل سمجھتا ہے۔جبکہ جمہوریت کے خارنا پر سان میں ہر ایرا غیرا نتھو خیرا، بد کردار، زانی، شرابی، اسمگلر، چور، ڈاکو، سب کے سب رائے دے کر اپنا یہ شوق پورا کر سکتے ہیں، اور فلاح کے دعویدار اس پورے جمہوری نظام پر اثر انداز ہونے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

(۸)۔۔۔اسلام میں ریاست کا کوئی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ عہدیدار یہاں تک کہ امیر ریاست بھی عدالت اور قانون کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔جبکہ جمہوریت میں قانونا اور عملا ملک کے کسی بھی بااختیار اور مقتدر شخصیت کو قانون سے بالاتر اور محاسبے کے عمل سے یکسر آزاد سمجھا جاتا ہے۔

(۹)۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ اسلامی نظام کے بالفعل نفاذ کو اپنی ربوبیت کا حق اولین اور اپنے بندوں کی بندگی کا ناگزیر تقاضا گردانتا ہے۔جبکہ جمہوریت اسلام کے نفاذ کو انتخابات کے عمل سے گزارنے اسے عوام کی پسند و ناپسند پر چھوڑ دینے اور مزید یہ کہ اسلام کی بالادستی کو عوام کی اکثریت کی تائید سے مشروط کر دینے کے قیود لگا کر اسلام کے نفاذ کا راستہ عملا مسدود اور مسلمانوں کے ایمان اس بنیادی تقاضے کی تکمیل کو ناممکن بنا دیتی ہے۔

(۱۰)۔۔۔اسلام کسی فرد کی طرف سے کسی منصب یا عہدہ کیلئے خود کو پیش کرنے کے طرز عمل کو اس منصب اور عہدہ کیلئے اس فرد کی نااہلیت قرار دیتا ہے اور معاشرے کا عام اخلاق بھی کسی فرد کے

اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے طرزعمل کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔جبکہ جمہوریت کی گنگا یہاں بھی الٹی سمت بہتی نظر آتی ہے۔اور کوئی بھی نااہل سے نااہل شخص کسی بھی عہدے، یہاں تک کہ صدارت کیلئے بھی خود کو پیش کرسکتا ہے اور اپنے ہی منہ سے اپنے بارے میں دعویٰ ہائے افلاطونی کے انبار لگا سکتا ہے۔

..................☆☆☆..................

تصور حاکمیت۔۔۔۔جمہوریت بمقابلہ اسلام

قرآن کے مطابق حاکمیت کا کلی اختیار صرف اللہ تبارک وتعالی وحدہ لاشریک کیلئے مخصوص ہے۔قیامت تک پوری انسانیت کیلئے باعث رشد وہدایت اور اللہ کے ابدی قانون قرآن کی سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۴۰ ملاحظہ کیجئے۔جس میں واضح طور پر منادی کرائی گئی ہے کہ:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ

"حق حکومت صرف اللہ ہی کیلئے ہے۔"

اور اس حق حکومت کو کسی اور کو تفویض اور منتقل کرنا تو درکنار اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس حق حاکمیت میں کسی کو شریک کرنے کا بھی روادار نہیں۔

وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا(الکھف ۲۶)

''اور اللہ اپنے اس حق حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا''

اللہ تبارک وتعالی کے اس حق حاکمیت میں کسی ایرے غیرے کی شرکت اور عمل دخل کا سوال تو رہا ایک طرف اللہ اپنے کسی نبی اور پیغمبر کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے بجائے اپنا بندہ بنائے:

مَاکَانَ لِبَشَرٍ اَن یُّوْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ(۔آل عمران۔ص ۷۹)

یہ کسی بشر کیلئے جائز نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکمت دے اور اسے پیغمبر بنائے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ)

قرآن کی رو سے کسی ریاست کا امیر یا سربراہ ایک خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تبارک وتعالی کے نظام کو اللہ تبارک وتعالی کے بندوں پر نافذ کرنے اور اللہ تبارک وتعالی کے قانون کے مطابق ان کے فیصلے کرنے کا پابند ہوتا ہے۔اسے اللہ تبارک وتعالی کے نظام اور قانون میں اپنی خواہشات کے پیوند لگانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اس امر کا مجاز ہوتا ہے کہ اللہ

تبارک وتعالی کے نظام اور قانون کی جگہ کوئی دوسرا نظام اور قانون اللہ تبارک وتعالی کے بندوں پر مسلط کردے۔

جب پوری کائنات ،زمین وآسمان ،تمام موجودات اور انسانوں کا خالق وہی ہے،رازق وہی ہے مالک اور پالنے والا بھی وہی ہے۔۔۔تو پوری کائنات اوراس کے چپے چپے کی حکمرانی کا حقدار بھی وہی ہے۔۔۔اپنے بندوں کو اپنے نظام کے تابع بنانے کا مجاز بھی وہی ہے۔۔۔اور پوری انسانیت کیلئے قانون تجویز کرنے کا اختیار رکھنے والا بھی وہی ہے۔۔۔اللہ تبارک وتعالی کے مقابلے میں حاکمیت کا دعویٰ کرنے والے یا حاکمیت کے اس اختیار کو اللہ تبارک وتعالی کے بجائے کسی اور کو تفویض کرنے والے ہی دراصل اللہ تبارک وتعالی سے صریحا بغاوت کرنے والے باطل و طاغوت اوران کے نظام وقانون کفریہ اور طاغوتی نظام وقانون کہلاتے ہیں۔

جمہوریت اللہ تبارک وتعالی سے بغاوت کر کے اس کے حق حاکمیت کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کرتی ہے۔جمہوریت حاکمیت کا یہ حق اللہ تبارک وتعالی سے لے کر عوام کے حوالے کر دیتی ہے۔اور اپنے اس تصور حاکمیت کا بالکل واضح اور دوٹوک اعلان کر کے ''عوام کی حکومت ۔عوام کے ذریعے۔عوام کیلئے کا نعرہ بلند کرتی ہے۔جو قرآن کے تصور حاکمیت کے بالکل برعکس اور اختیار حاکمیت کے حوالے سے دعویٰ الوہیت کے مترادف ہے۔یہی وہ مقام ہے جہاں سے جمہوریت اللہ تبارک وتعالی کی الوہیت کے تقاضوں سے یکسر انکاری ہو کر خود الٰہ بننے کے زعم میں مبتلا ہو جاتی ہے۔اور اللہ تبارک وتعالی سے بغاوت کی یہ روش مزید آگے بڑھ کر نئے گل کھلاتی ہے۔

..................☆☆☆..................

تصور قانون۔قوت فیصلہ۔اور قوت نافذہ کا اختیار

اللہ تبارک وتعالی نے مسلمانوں کیلئے قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کو ان کا قانون اور ماخذ قانون قرار دیا ہے۔اور اسی قانون کے مطابق فیصلے کرنے اور نہ کرنے ہی کو ایمان اور کفر کے درمیان حد امتیاز مقرر کیا ہے۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ o(مائدہ.۴۴)

اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ کافر ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ o(مائدہ.۴۵)

اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ o(مائدہ.۴۷)

اور جو کوئی فیصلہ نہ کرے اس (قرآن) کے مطابق جو کہ اللہ نے اتارا ہے تو پس وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ کوئی دوسری طاقت نہ تو انسانوں کو کوئی قانون دینے کی مجاز ہے اور نہ ہی اس کی اہل۔خالق و مالک اور مدبر السموات والارض ہونے کے حوالے سے اللہ تبارک وتعالی ہی اس حقیقت کو زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ جس انسان کو اس نے تخلیق کیا، اس انسان کے نفسیات، جذبات اور جسمانی ساخت کے حوالے سے اس کی انفرادی اور اجتماعی ضروریات کیا ہیں۔۔۔؟ کن قواعد وضوابط کے تابع ہو کر وہ اپنی زندگی بہتر انداز میں گزار سکتا ہے۔۔۔؟ معاشرے کے دوسرے افراد سے اس کے تعلق کی بنیاد کیا ہو۔۔۔؟ اس کی معیشت، سیاست، تجارت، تعلیم، انصاف، جنگ، امن اور عبادات کے طور طریقے اصول وضوابط حدود وقیود کیا ہوں۔۔۔؟ اس کا نظام اخلاق کن خطوط پر استوار ہو۔۔۔؟ اور وہ اپنے فطری جذبات کی تسکین کن حد بندیوں کے اندر رہ کر حاصل کرے۔۔۔؟

ان ہی ضابطوں اصولوں طور طریقوں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز اور حدود وقیود کا نام قانون ہے جو کسی نظام کی بنیاد بنتا ہے۔اور اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک یہ قانون صرف

اورصرف قرآن وسنت ہے۔اس کے سوا جو کچھ ہے ناقص، خام اور بے وقعت ہے۔۔۔عقل ناپختہ ونارسا کی پیروی اور خواہشات نفسانی کی غلامی۔۔۔جو اللہ کے ہاں نا قابل قبول اور نامنظور ہے۔

اللہ تبارک وتعالی قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کا اختیار قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کے پابند اس شوریٰ کے حوالے کرتا ہے، جن کے اراکین تقویٰ اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی اپنے شعبہ سے متعلق مہارت اور کردار کی پختگی کے اعتبار سے نمایاں اور ممتاز مقام کے حامل ہوں۔

جبکہ جمہوریت عملا قرآن وسنت کو ملک کا قانون تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔اور قرآن وسنت کا متبادل قانون بنانے کا اختیار پارلیمنٹ کے سپرد کردیتی ہے۔ملک کا پورا نظام اور تمام شعبہ ہائے زندگی جمہوریت کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔جس میں عدالتی نظام سے متعلق قوانین بھی شامل ہیں۔اگر کسی نئے قانون کو بنانے یا پہلے سے نافذ قوانین میں اصلاح وترمیم کی ضرورت درپیش ہوتو اس کیلئے بھی قرآن کی طرف نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی دوتہائی اکثریت کی کسوٹی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔جو یہ کام اپنی ذاتی پسند وناپسند اور ذاتی مفادات اور خواہشات کے زیراثر رہ کر سرانجام دیتی ہے۔قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کا اختیار ان افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے جنہیں اسلام کے بتائے ہوئے معیار کو یکسر نظرانداز کرکے منتخب کیا جاتا ہے۔

جمہوریت میں ملک کا کوئی شعبہ قرآن وسنت کے قوانین کے مطابق نہیں چلایا جاتا۔۔۔ملک کا تعلیمی نظام قرآنی اصولوں کے برخلاف مغربی طرز پر ترتیب دیا جاتا ہے۔جو پکے مسلمان مجاہد محبّ وطن خود دار، پراعتماد، غیرت منداور باحیا سپوتوں کے بجائے صرف پیٹ کے پجاری ،اسلام بیزار،ملک دشمن،مغرب پرست،چاپلوس،ذہنی غلام،اداکار،مراثی، بے حیا،بدکرداراور لیلیٰ مجنون کی کھیپ تیار کررہا ہے۔۔۔ملکی معیشت میں سود ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کررہا ہے۔۔۔وہ سود! جس میں ملوث افراد کے بارے میں قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔کہ

اگر تم سود کے اس کاروبار کو چھوڑ دینے پر تیار نہیں تو اللہ تبارک وتعالی اور اس کے رسول ﷺ سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.(بقرہ ،۲۷۹)

ملک کے اخلاقی ڈھانچے کی تعمیر کی ذمہ داری پریس، الیکٹرانک میڈیا، ڈش اور وی سی آر کے حوالے ہے۔ جو عشقیہ ڈراموں، جنسی تحریروں، سیکسی تصویروں اور مادر زاد ننگی فلموں کے ذریعے قوم کے اخلاقی ڈھانچے کی تباہی کا کام زور وشور سے کر رہے ہیں۔۔۔ملک کی خارجہ پالیسی ہر طاقتور کے سامنے دوزانو بیٹھ جانے کے ''اصول پر استوار! جبکہ داخلہ پالیسی ہر کمزور کو کچل کر رکھ دینے اور طاقت کی زبان میں بات کرنے کے فرعونی نسخے کے مطابق ترتیب دی گئی ہے۔۔۔ملک کا نظام انصاف موم کی ناک کے مانند ہے، جو طاقت اور دولت کے ذریعے جس طرف چاہیں موڑی جا سکتی ہے۔۔۔ملک کی عدالتیں لارڈ میکالے کے کالے قوانین کے مکمل قبضہ میں! اور قرآن ان عدالتوں کے حکم ملک بدری کے شتاب کا نشانہ بنا ہوا ہے۔۔۔۔!!

یہ جمہوریت، تصور قانون، قوت فیصلہ اور قوت نافذہ سے متعلق ایک اجمالی خاکہ ہے جس میں ہر شخص اپنے تجربات اور مشاہدات کے مطابق تفصیلات کے رنگ بھر سکتا ہے اور اپنے تجربات ومشاہدات کے رنگ بھرنے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ اس خاکہ کے تمام رنگوں میں قرآن کا کوئی رنگ! اور سنت نبوی ﷺ کا کوئی نقش موجود نہیں ہوگا۔!!

..................☆☆☆..................

جمہوریت۔۔۔خواہشات کی غلامی کا دوسرا نام

اللہ تبارک وتعالی نے کسی فرد یا حکمران کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اپنے طور پر اپنی خواہشات اور دیگر مصلحتوں کے پیش نظر کسی چیز یا امر کو جائز یا ناجائز، حلال یا حرام اور مضر یا مفید قرار دینے کا فتویٰ صادر کردے یا وہی کچھ کرتا پھرے جو اسے اپنی عقل وفہم کے مطابق بظاہر اپنے مفادات کے حصول کا باعث نظر آئے۔ کسی چیز یا فعل کو حلال وحرام یا جائز وناجائز قرار دینا اختیارات الوہیت میں سے ایک اختیار ہے۔ اور اسی اختیار وصفت کے مالک ہی کو الٰہ کہا جاتا ہے۔ یہ اختیار صرف اور صرف رب کائنات اللہ تبارک وتعالی کے پاس ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ کوئی دوسری طاقت اس بات کی مجاز نہیں کہ وہ اس خالص اختیار الٰہی میں کسی قسم کا تصرف کرے۔ اللہ تبارک وتعالی ہی اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ وہ جس چیز کو چاہے اپنے بندوں پر حرام کردے۔ جس چیز کو چاہے حلال کردے۔ جس کام سے چاہے لوگوں کو منع کردے اور جس امر کو چاہے کرنے کا حکم صادر کردے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَایُرِیْد(مائدہ. ۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ حکم کرتا ہے جو چاہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر نہایت واضح الفاظ میں اللہ کے اس اختیار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور انتہائی صراحت اور وضاحت کے ساتھ ان اموراور افعال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن اموراور افعال کو اللہ تبارک تعالی نے حرام اور ناجائز قرار دے کر انسانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین ہے اور ساتھ ہی ان اموراور افعال کا بھی تفصیلا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تبارک وتعالی نے انسانوں کیلئے جائز اور حلال ٹھہرائے ہیں۔

قرآن کریم نے نہ صرف یہ کہ اپنی خواہشات اور مفادات کی پیروی کرنے سے منع کیا ہے بلکہ کسی دوسرے فرد، جماعت یا ریاست کی خواہشات اور مفادات کو پورا کرنے کیلئے بھی قطعا اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اس مقصد کیلئے اللہ تبارک وتعالی کی مقرر کردہ حدود اور ضابطوں کو پھلانگ لیا جائے۔ لہذا اللہ تبارک وتعالی نے خود نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں خبردار کیا اور ایسا

کرنے کی صورت میں ظلم کے مرتکب ہوجانے کی خبر دی:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاَهُمْ مِنم بَعْدِ مَا جَاءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰالِمِیْنَ(البقرہ.۱۴۵)

(اے نبیﷺ)اگر آپ نے ان کی خواہشات کی تابعداری کی اس علم کے بعد جو تمہیں پہنچا تو بے شک آپ اس وقت ظالموں میں سے ہوں گے۔

اسلام افراد، معاشرے اور ذمہ داران حکومت کو قرآنی ضابطوں، قوانین اور حدود و قیود کے سانچے میں ڈھال کر انہیں ایک منظّم، انصاف پر قائم پرامن اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کیلئے سرگرم ایک مستحکم اور مضبوط اکائی میں تبدیل کردینا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ نہ صرف اس دنیا کے اندر امن وسکون کی زندگی بسر کرسکیں بلکہ آخرت میں بھی فلاح ونجات ان کا مقدر ٹھہرے۔

جمہوریت معاشرے کے ان تمام اعلیٰ وارفع مقاصد کو نظر انداز کر کے ان تمام قرآنی ضابطوں اور اسلامی اصولوں کو عضو معطل بنا کر رکھ دیتی ہے اور پورے معاشرے کو نہایت حقیر ذاتی اور نفسانی خواہشات کا غلام بنا کر اصول بے لگامی کے مہیب دیو کے ذریعے اسے انارکی بے چینی فسطائیت اور انتشار کی کیفیت سے دوچار کردیتی ہے۔

جمہوری تجزیہ کاروں نے انسان کی نفسانی کمزوریوں کا خوب خوب فائدہ اٹھا کر عوام کی خواہشات اور ان کی تکمیل کے نعرے کو جمہوریت کے بنیادی اصولوں میں شامل کردیا جو بظاہر تو بڑا دلفریب اور خوشنما نعرہ نظر آتا ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ جمہوریت جن خواہشات کے احترام اور تکمیل کا وعدہ عوام کے ساتھ کرتی ہے ان سے مراد وہ جائز خواہشات ہرگز نہیں ہوتیں جو اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے قرآن وسنت کے حلال وحرام اور جائز وناجائز کے واضح احکامات کا لحاظ رکھ کر پوری کی جاسکتی ہوں۔ بلکہ خواہشات سے جمہوریت کا منشاء ومدعا وہ نفسانی ،جنسی، سفلی اور دیگر حقیر وادنیٰ ناجائز خواہشات ہوتی ہیں جن خواہشات کو قابو میں رکھنا ایک صالح معاشرے کے قیام کیلئے نہایت ضروری اور قرآن وسنت کی حکیمانہ تعلیمات کا بنیادی مقصد ہے۔

..................☆☆☆..................

اسلامی نظام اور جمہوریت تقابل کی چند مثالیں

عورتوں کو پردہ کرانا ان کو گھروں کی زینت بنانا اور ان سے بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا کام لینا قرآن وسنت کے صریح دلائل سے ثابت ہے۔لیکن اسلام جس صنف کو حیا کا پیکر بنانا چاہتا ہے، جمہوریت اسے زیب محفل اور معاشرے کے ہر کاروبار کا شوپیس بنا کر بے حیائی پھیلانے کا چلتا پھرتا شیطانی پرزہ بنانا چاہتی ہے۔۔۔۔اسلام عورت کی جس گود کو بچوں کی ابتدائی درس گاہ قرار دیتا ہے جمہوریت اس گود کو کسی نامحرم کی موجودگی سے گرم رکھنے کی برسر عام ترغیب دیتی ہے۔۔۔۔اسلام نے شرم وحیا اور عفت وعصمت کو جس حوا کی بیٹی کا زیور بتایا ہے جمہوریت نے حوا کی اس بیٹی کو جنسی خواہشات بھڑکانے اور ان خواہشات کو تسکین فراہم کرنے کا ذریعہ بنادیا ہے۔۔۔وہ صنف نازک جسے اسلام اس کی فطری کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث گھرداری تک محدود کرنا چاہتا ہے، جمہوریت اسے گھر کی چہار دیواری سے باہر دھکیل کر اس کے کندھوں پر معاش کا بوجھ گراں لادنے پر بضد ہے۔۔۔قرآن نے مرد کو جس عورت کا نگہبان اور محافظ مقرر کیا ہے جمہوریت اس عورت سے پورے ملک کی نگہبانی کا کام لے کر اسے مرتبہ حکمرانی پر فائز کرتی ہے۔۔۔اسلام ہر قسم کے بے حیائی کے کاموں سے منع کرتا ہے۔اللہ تبارک وتعالی کا فیصلہ ہے کہ نامحرم عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے مواقع پیدا نہ کئے جائیں۔۔۔۔بے حیائی نہ پھیلائی جائے۔۔۔زیب وزینت کا اظہار نہ کیا جائے۔۔۔لیکن جمہوریت پورے ملک کو بدکاری کا اڈہ بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ریڈیو، ٹی وی چینل، موبائل، انٹرنیٹ، فحش رسالوں، کی بہتات کے ذریعے اور فلم کے ذریعے لوگوں کو صنف مخالف سے عشق لڑانے کے طریقے صراحت کے ساتھ سکھائے جارہے ہیں۔۔۔مسلمان نوجوانوں کو بتایا جارہا ہے کہ جب ایک نوخیز لڑکی اور لڑکے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں تو وہ کس طرح ناچنے اور گانے لگتے ہیں، کن الفاظ میں ایک دوسرے سے اظہار محبت کرتے ہیں اور اگر اسلام کی اقدار ان کے راستے میں حائل ہوں تو شرم وحیا کو کس طرح اللہ حافظ کہہ کر اور تمام ضابطوں کے بندھن توڑ کر آپس میں یک جان دوقالب ہو

سکتے ہیں۔

اسلام معاشرے میں پاکیزہ اقدار و خیالات کی ترویج کی تعلیم دیتا ہے۔جبکہ جمہوریت تمام اشاعتی اور نشریاتی ذرائع کو کام میں لاکر عریاں تصاویر، عشق و محبت کی کہانیوں اور دیگر بے شمار طریقوں سے پورے معاشرے کو سفلی جنونیت میں مبتلا کر کے اسے ایک جنس زدہ معاشرے میں تبدیل کرنے کا واضح پروگرام رکھتی ہے۔اسلام فحاشی کے روک تھام کے پیش نظر جنس مخالف کو نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہیں اور جمہوریت کے دلائل وی،سی،آر۔ٹی وی چینلز،موبائل اور ڈش انٹینا ،اور کیبل انٹرنیٹ کیفے پر زنا کے کھلم کھلا مناظر دکھا کر پوری قوم کو بدکاری بے حیائی اور بے غیرتی کی اس روحانی موت مار دینا چاہتے ہیں جس کے بعد جسمانی زندگی کی کوئی حقیقت اور کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔

ملک پر قابض جمہوری حکومتوں کی طرف سے کئے جانے والے وہ خلاف اسلام اقدامات جو آہستہ آہستہ معاشرے کا مجموعی مزاج بن چکے ہیں ان کے بارے میں تو جمہوری دلال کسی قسم کی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے لیکن وہ واضح خلاف اسلام فیصلے اقدامات اور منصوبے جن کے بارے میں ابھی معاشرے کے کچھ طبقات میں ردعمل کا امکان پایا جاتا ہو ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے تکمیل تک پہنچانے کی منظّم کوششیں کی جاتی ہیں۔یہاں تک کہ قرآن کے صریح اور واضح احکامات بھی اگر ان کی خواہشات کی تکمیل میں راستے کا روڑہ بن جائیں تو یہ جمہوری حکومتیں ایسے قرآنی احکامات کو ظالمانہ، وحشیانہ، فرسودہ دقیانوسی اور غیر منطقی کہہ دینے سے بھی گریز نہیں کرتیں اور اگر اپنے کچھ شیطانی کرتوتوں کو قرآن سے ثابت کرنے کا سودا دل میں سما جائے تو گلوکاری، اداکاری اور نامحرم افراد کے دل خوش کرنے کو بھی عبادت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرنے کی جسارت کر کے بھی اللہ تبارک وتعالی کے قہر و غضب سے ذرا برابر خوفزدہ نہیں ہوتے ،ایک مرد کیلئے چار بیویوں کی قرآنی اجازت کے مقابلے میں ایک عورت کیلئے چار قانونی شوہروں کا مطالبہ جنسی طلب کے غلبے کو دلیل بنا کر کیا جاتا ہے اور ایک گلوکارہ اپنے بھائی کو اپنے شوہر کے روپ

میں دیکھنے کیلئے دنیا کے اس مذہب کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہے جو مذہب اس کی اس مطلق حیوانی خواہش کو جائز قرار دے۔!

معاشرے کے ہر شعبہ زندگی سے متعلق ایسی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ جہاں اسلام کسی چیز یا فعل کو ناجائز اور حرام بتاتا ہے وہاں شیطان کا یہ اصل نمائندہ جمہوری نظام پوری معاشرے کو وہ امر ممنوعہ کر گزرنے کی تلقین کرتا ہے بلکہ مختلف شیطانی حربوں کے ذریعے لوگوں کو اس امر منکر میں مبتلا ہو جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

یہ ہے ہم سب کے مطلوب و مقصود اور واجب الاحترام جمہوریت کے روشن چہرے کا ایک اور تاریک پہلو جو ہے تو بالکل عیاں اور واضح لیکن بے حسی اور منافقت کے دبیز پردے ہماری بصیرت اور اس کے بھیانک چہرے کے درمیان حائل ہو گئے ہیں جس نے جمہوریت کے اس غلیظ پہلو کو اپنی برہنگی کے باوجود بھی ہم سے چھپا رکھا ہے۔

..................☆☆☆..................

دولت، طاقت اور منافقت۔۔۔جمہوریت کا معیار انتخاب

قرآن کے ابدی قانون اور سنت نبوی ﷺ کی رو سے کسی اسلامی ریاست کے کسی بھی منصب اور عہدے کیلئے اس منصب اور عہدہ سے متعلق مہارت اسلام سے گہری نظریاتی اور عملی وابستگی دیانتداری، ایمانداری اور کردار کی پختگی لازمی اور ضروری شرائط ہیں۔ کیونکہ ان شرائط کی غیر موجودگی میں کسی فرد کا اسلامی ریاست سے متعلق کسی منصب کے تقاضوں پر پورا اترنا ممکن ہی نہیں۔

کسی چور کو گھر کی رکھوالی کی ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی۔۔۔کسی ڈاکو سالار قافلہ نہیں بنایا جاسکتا۔۔۔کسی جلاد کو مسیحا کے مقام پر نہیں بٹھایا جاسکتا۔۔۔کسی زانی سے قوم کی بیٹیوں کی عزت کی رکھوالی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔۔۔کسی بدکردار کو قوم کے کردار بنانے والے معلم کے مقام پر تعینات نہیں کیا جاسکتا۔۔۔کسی بت پرست کو درس توحید کیلئے برسر منبر نہیں بٹھایا جاسکتا۔۔۔بھلا کوئی ڈاکٹر کسی وکیل۔۔۔کوئی وکیل کسی صحافی۔۔۔کوئی صحافی کسی انجینئر۔۔۔کوئی انجینئر کسی تاجر۔۔۔اور کوئی تاجر کسی ڈاکٹر کی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں کیسے نباہ سکتا ہے۔۔۔؟؟

لیکن جمہوری ڈرامے کا یہ سین بھی ہر قسم کے قید و بند اور اصولوں وضوابط سے آزاد ہے۔ جمہوریت کی اس اندھیر نگری میں جب انتخابات کا بازار سجتا ہے تو تعلیم کی وزارت اکثر کسی جاہل کے حصہ میں آتی ہے جسے سورۃ اخلاص تک نہ آتی ہو۔

۔۔۔اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئرمین شپ کی دستار فضیلت اس علامہ کے سر باندھ دی جاتی ہے، جسے قبلہ رخ بھی ٹھیک طریقے سے معلوم کرنا نہ آتا ہو امور داخلہ کی وزارت کا دردسر اس منتظم کے حوالے کر دیا جاتا ہے جس کی اپنی زبان اس کے قابو میں نہیں آتی۔۔۔وزیر خزانہ اس ماہر اقتصادیات کو بنایا جاتا ہے جو اپنے گھر کا بجٹ بھی بیرونی مالیاتی اداروں کے مشوروں سے چلاتا ہو۔۔۔امور خارجہ کا قلمدان اس والا صفات کے ذمہ لگایا جاتا ہے جو گھر کا بھیدی اور دشمنوں کا وفادار ہو۔۔۔چور کو پورے ملک کے سیاہ وسفید کا مالک! اور کسی دھوکے باز کو وزیر انصاف مقرر

کر دیا جاتا ہے۔

ملک اور قوم کے ساتھ یہ سنگین مذاق اس لئے ہوتا ہے کہ جمہوری نظام کے وہ معیار نہیں جو اسلام نے متعین کئے ہیں۔ جمہوریت کے نزدیک ریاست کے کسی بھی منصب کے لئے ضروری شرائط اور چناؤ کے پیمانے دولت طاقت اور منافقت ہیں۔ جو شخص جتنا جھوٹ بولے گا۔ جتنے جھوٹے وعدے کرے گا۔ اور یہ کام جتنی مہارت اور اعتماد سے کرے گا۔ عوام کی بھوکی پیاسی ننگی اور سادہ لوح اکثریت اس سے اس قدر زیادہ متاثر ہوگی، اسے زیادہ ووٹ ملیں گے اور وہ بہت آسانی سے پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو جائے گا۔ چاہے حقیقی معنوں میں وہ اس قابل بھی نہ ہو کہ اسلام کے معیار انتخاب کی کسوٹی پر کھنے کے بعد کسی دفتر کا چپراسی منتخب ہو سکے۔

جس کے پاس دولت کی فراوانی ہو چاہے وہ علم وعقل اور فہم وفراست کی دولت سے تہی دامن ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی کچھ دولت ووٹ خریدنے کیلئے وقف کر دے، کچھ دولت چند نمائشی فلاحی کاموں میں خرچ کر دے اور کچھ دولت سے افسران بالا کی جیبیں گرم کر دے تو پارلیمنٹ کی نشست اس کی جیب میں ہوگی۔ رہی وہ دولت جو اس نے نمائشی ڈرامہ بازی اور دیگر انتخابی اخراجات میں خرچ کی ہے تو وہ منافع بخش کاروبار میں انویسٹ کیا ہوا وہ اصل زر ہے جسے وہ مسلسل پانچ سال تک کئی سو گنا منافع کے ساتھ کبھی ملک وقوم کے منصوبوں میں غبن کر کے اور کبھی گھوڑا اور لوٹا بن کر وصول کرتا رہے۔

اگر کسی رہبر نما ڈاکو یا ڈاکو نما رہبر کے دل میں پارلیمنٹ کی نشست حاصل کرنے کا سودا سمائے تو کرائے کے چند کلاشنکوف برداروں کا بندوبست کر کے پارلیمنٹ کی ایک نشست ہی کیا شہریوں کو یرغمال بنا کر کئی نشستیں دولت سمیت خراج کے طور پر وصول کر سکتا ہے۔ طاقت کے اس اکسیر نسخہ کے استعمال سے ایسے رہبر نما ڈاکو جب پارلیمنٹ کے معزز رکن منتخب ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد لمبی سی کار پر ایم این اے یا ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگا کر وہ یہ دونوں کام زیادہ منظم وسیع پیمانے پر اور سائنٹیفک انداز میں کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں

---یعنی---

ڈاکہ زنی بھی اور ڈاکوؤں کی رہبری بھی۔!!

اور جب معیارِ انتخاب دولت طاقت اور منافقت ٹھہریں تو ان تینوں صلاحیتوں میں کمال مہارت اور استعداد کے حصول کیلئے پورے معاشرے میں مسابقت کا ایک بے لگام مقابلہ شروع ہو جانا ایک یقینی امر ہے۔۔۔لہذا دولت کے حصول کیلئے ہر ناجائز حربہ استعمال کر کے اور ملک وقوم کی رگوں کو نچوڑ کر اپنی تجوریاں بھری جاتی ہیں۔۔۔ووٹروں کو یرغمال بنانے اور ان سے زبردستی ووٹ وصول کرنے کیلئے اسلحہ بردار دستے ترتیب دیئے جاتے ہیں۔۔۔اور ملک وقوم اور اسلام کے حوالے سے جھوٹے وعدوں اور دعوؤں کی صورت میں منافقت کے وہ شاہکار نمونے سامنے آتے ہیں کہ الحفیظ والامان۔

جمہوریت کی عطا کردہ ان تمام بے لگامیوں کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس دوڑ میں شریک ہر فرد فرعونیت ،قارونیت او رسبائیت کی تمام حشر سامانیاں اپنے اندر سموتا چلا جاتا ہے۔دولت کے حصول کیلئے جاری اس نہ ختم ہونے والی دوڑ میں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی ہر تمیز کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔اور ظلم وزیادتی اور لوٹ مار کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ہر رہنما اور اس کے اسلحہ بردار دستے طاقت کے حصول اور اس کے استعمال سے پورے ملک کو میدان کارزار میں بدل کر رکھ دیتے ہیں۔پارٹی اور تنظیموں کی سطح پر باقاعدہ اور منظّم منصوبہ بندی کے تحت تشدد کی کاروائیاں اور اغواء برائے تاوان کے واقعات روزمرہ کا معمول بن جاتے ہیں(آج کراچی بلوچستان،اور پورے ملک میں اس کے بھیانک نتائج موجود ہیں)

جھوٹ ،دھوکہ،فریب ،وعدہ خلافی اور منافقت جیسی گھٹیا اقدار،اوصاف حمیدہ کا مقام حاصل کر لیتی ہیں۔اور ان اوصاف حمیدہ میں مہارت اور جدت طرازی ہی کو زینہ ترقی کے مراحل سمجھ لیا جاتا ہے۔پورے معاشرے کو جان بوجھ کر بے ایمان، کرپٹ،رشوت خور،منافق دولت کا بھوکا اور طاقت کے استعمال کا جنونی بنا کر اسے انارکی اور چنگیز خانی کے بدترین انجام سے دوچار کر

دیا جاتا ہے۔رہے وہ ایماندار، دیانتدار، ماہر، راسخ العقیدہ اور کردار کے پکے لوگ ،جن کو اسلام نے ان عہدوں اور مناصب کا اصل حقدار اور معاشرے کیلئے واقعی باعث خیر وفلاح قرار دیتا ہے۔تو جمہوریت کی طرف سے معیار انتخاب ٹھہرائے جانے والے اس سہ نکاتی فارمولے کی بنیاد پر جمہوری نقار خانے میں جو ہڑبونگ مچائی جاتی ہے۔ان ایماندار، دیانتدار، ماہراور باکردار لوگوں کی آوازیں اس ہڑبونگ اور شوروغل میں دب کر رہ جاتی ہیں۔۔۔بے ایمان ،منافق اور دولت کے بندوں کی مخالف سمتوں میں مسلسل اور بے مقصد دوڑ سے اٹھنے والا گردوغبار ایماندار اور کھرے لوگوں کے چہروں کو ڈھانپ دیتا ہے۔۔۔چند بے وقوف محل نشین دولت کی جادوگری سے کچے مکانوں میں رہنے والے بے شمار عقل منداوراپنے متعلقہ شعبوں میں ماہر قابل ہیروں کو نالائق ثابت کر کے ان کی صلاحیتوں کو مٹی میں ملا دیتے ہیں اوراپنی بے وقوفی پر دولت کی بقراطی کا غازہ چڑھا کر ملک کو مسائل کے گرداب سے نکالنے کا بیڑا اٹھا لیتے ہیں۔۔۔طاقت رکھنے والا گروہ کلاشنکوف کی نال کے زور پر کردار ،شرافت اور دیانت کو یرغمال بنا کر ان کے ماتھوں پر جبرا بد کرداری، اور خیانت کا لیبل لگا دیتا ہے ۔اور خوف کے لگے ہوئے تالوں کی وجہ سے کردار،شرافت اور دیانت کے ہونٹ اس قابل ہی نہیں رہتے کہ اپنی صفائی میں دو لفظ کہہ سکیں۔۔۔اور شرافت و دیانت اور کردار کے یہ قاتل حکومتی وسائل اور مناصب پر بزور طاقت قابض ہوکر شرافت اور دیانت کے جیتے جاگتے اور چلتے پھرتے کردار بن جاتے ہیں۔۔۔منافقین کا ٹولہ اللہ تبارک وتعالی ،رسول ﷺ اوراسلام کے نام پر وہ سحر زدہ ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ ،رسول ﷺ اوراسلام کے نام پر مر مٹنے والے سادہ لوح عوام کیلئے کفر وایمان ،حق وباطل اوراسلام ومنافقت میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

عوام بار بار اسلام کے نام پر صریحا کفریہ نظام کے توپ وتفنگ کا مسلسل نشانہ بنتے ہیں۔۔۔اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک کاروبار حکومت چلانے کے حقیقی حقدار اوراہل افراد کو قلعہ جمہوریت کے دریچوں سے دہشت گردی، شدت پسندی اور بنیاد پرستی کے تیروں کا نشانہ بنا کر

اپنے دفاع میں معذرت خواہانہ انداز اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔۔۔اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے منافق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو اپنی خواہشات کے سانچوں میں ڈھالنے اور ہر روز ایک نئے برانڈ کا اسلام جمہوریت کی منڈی میں فروخت کیلئے پیش کرنے کا کھلا لائسنس حاصل کر لیتے ہیں۔۔۔!!

جمہوریت کے معیار انتخاب کے حوالے سے جو حقائق بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہ تو مفروضے ہیں۔اور نہ ہی ذہنی تخیلات کے تحت گھڑے گئے افسانے۔!یہ جمہوریت کے محض ایک تاریک پہلو سے متعلق بے شمار تلخ حقائق میں سے چند حقیقتوں کا انتہائی مختصر اور سرسری سا جائزہ ہے، جسے سمجھنے کیلئے نہ تو فلسفیانہ موشگافیوں میں الجھنے کی حاجت ہے اور نہ فکر و تدبر کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے کی ضرورت۔ یہ وہ واضح ،عیاں اور چیختے چلاتے حقائق ہیں جنہیں ہر عقل سلیم رکھنے والا فرد بہ چشم سر دیکھ سکتا ہے۔!اپنے اردگرد ان کا مشاہدہ کر سکتا ہے!اور تلخ تجربات سے لگنے والے خود اپنے روح وجسم کے نا قابل علاج زخموں کی کسک سے انہیں محسوس کر سکتا ہے۔!!

..................☆☆☆..................

باکرداراور بدکردار۔۔۔جمہوریت کی نظر میں دونوں برابر

اسلام وہ حساس کسوٹی ہے، جو معاشرے کے ہر مطلوبہ کرداراور عمل کے بارے میں اس کے تمام تر بنیادی فطری تقاضوں کوسامنے رکھتے ہوئے حقائق پرمبنی ان حقیقی معیارات کاتعین کرتا ہے جوزمانے کے ہر دوراور حالات کے ہر موڑ پراٹل، مستحکم اور ناقابل تغیر وتبدل حیثیت کے حامل ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو ضرور ہوا ہوگا کہ بعض احکامات میں اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت کی گہرائی انسان کی عقل نارسا کی پہنچ سے باہر رہی ہو۔لیکن یہ کبھی دیکھنےاور سننے میں نہیں آیا کہ کسی انسان نے اپنی عقل کے بل بوتے پر دلائل وبراہین کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی جاری کردہ ایک بھی حکم اور قائم کردہ ایک بھی معیار کوغلط ثابت کر کے دکھایا ہو۔ یہ یقین ہر مسلمان کے ایمان کا ایک لازمی حصہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے قائم کردہ تمام فیصلے، احکام اور معیار انسان کے تمام تر متعلقہ واقعاتی،نفسیاتی، جذباتی اور فکری تقاضوں کے عین مطابق ،سوفی صد درست، ناقابل تغیراور ہر خطے اور ہر زمانے کیلئے یکساں کارآمد، قابل عمل اور بہترین نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔

دین اسلام نے ریاستی امور چلانے کیلئے ہر شعبہ حکومت سے متعلق ذمہ دار افراد کی خصوصیات اور شرائط وضوابط کی نشاندہی کی ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی بتایا ہے کہ کن معاملات میں کن افراد کی رائے گواہی یا شہادت ضروری ہے۔رائے دینے کے اس عمل کے تقاضے اور اصول وضوابط کیا ہوں گے اور جو افراد اس ضمن میں صائب الرائے کی حیثیت سے سامنے آئیں گے۔انہیں کن شرائط اور تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام نے مملکت کے معاملات چلانے والے ذمہ دار افراد کے تعین کیلئے ریاست کے عوام کی عمومی رائے یا ووٹ لینے کا کوئی تصور کوئی اصول اور کوئی حکم نہیں دیا۔۔۔اسلام کے نزدیک ریاست کے عام افراد کی اکثریت اپنی قابلیت،فراست، دیانتداری ،تقویٰ دوراندیشی اور معاملہ فہمی کے اعتبار سے ہرگز اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ ریاستی نظام چلانے

کیلئے مطلوبہ ذمہ دار افراد کی اہلیت ،قابلیت ،دیانتداری ،وفاداری،دین سے وابستگی اور دیگر متعلقہ اوصاف اور تقاضوں کی پہچان ادراک اور تعین کر سکے۔۔۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن امور میں اسلام ریاست کے جن افراد کی گواہی یا رائے کو ضروری خیال کرتا ہے، وہاں سب سے پہلے وہ رائے دینے والوں کیلئے کچھ اصولوں، ضابطوں اور حدود کا تعین کرتا ہے۔اسلام میں کسی فاسق وفاجر ،زانی ،شرابی سودخور رشوت خور ،ذخیرہ اندوز ،چور، ڈاکو، اسمگلر اور دیگر معاصیات اور منکرات میں شہرت رکھنے والے کسی فرد کی گواہی اور رائے قطعا نا قابل قبول اور غیر معتبر ہے۔اسلام رائے اور گواہی دینے والوں کیلئے جن شرائط کو ضروری سمجھتا ہے ان میں پابندی صلوۃ ،تقویٰ ،منکرات اور فسق وفجور سے اجتناب اور اس فرد یا واقعہ سے متعلق مکمل معلومات ،جس کے بارے میں رائے یا گواہی دینا مقصود ہو۔۔۔انتہائی اہم اور ضروری شرائط ہیں۔

یہاں جمہوریت بیک وقت اسلام کے دو اصولوں کا خون کرتی ہے۔ایک یہ کہ جس معاملہ میں اسلام عمومی رائے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا، وہاں جمہوریت عوام پر انتخابات کا عذاب مسلط کر کے ریاست کے افراد سے رائے لینے کی شرط کو ایک حکم فرضیہ کا درجہ دے دیتی ہے۔دوم یہ کہ صائب الرائے افراد کے بارے میں اسلام کے متعین کردہ تمام شروط وقیود کو یکسر ساقط کر کے جمہوریت عوام کو حکومت بنانے میں شرکت کا احساس دینے کے نام پر خیر وشر کو گڈمڈ کر کے ایک ایسا پیچیدہ مرکب بنا دیتی ہے، جس میں مائیکرواسکوپ کے ذریعے بھی شر اور خیر کی تمیز کرنا ایک امر محال بن کر رہ جاتا ہے۔اس اندھی جمہوریت کے نزدیک چور، ڈاکو، قاتل، زانی، شرابی، بدکردار، ہیروئن فروش اور ملک دشمن عناصر نہ صرف حکومت بنانے کیلئے رائے دینے کے اہل ہیں بلکہ ان کی رائے کسی عالم دانا مدبر مفکر باکردار اور پرہیزگار کی رائے سے کسی لحاظ سے کم بھی نہیں۔جبکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ

فَاتَّقُوْ اللّٰہَ یاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(المائدہ، ۱۰۰)

تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک اور پاک اگر چہ تجھ کو تعجب میں ڈالے ناپاک کی کثرت سوڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو تا کہ تم نجات پاسکو۔

جمہوریت کے اس عاقلانہ فیصلے کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ عوام کی اکثریت اپنی ذہنی، فکری اور مفاداتی ہم آہنگی اور قربت کی بنیاد پر جن افراد کو زمام اقتدار سنبھالنے کی ذمہ داری سونپتی ہے وہ نمائندے علم، فراست، کردار، اخلاق اور معاملہ فہمی کے اعتبار سے اپنے ان تائید کنندگان سے کسی لحاظ سے بھی مختلف اور کم نہیں ہوتے جن کے بارے میں قرآن کریم نے وَاَکْثَرُھُمُ الْفَاسِقُوْنَ ،وَاَکْثَرُھُمْ لاَ یَعْلَمُوْنَ اور وَاَکْثَرُھُمُ الظّٰالِمُوْنَ کا مبنی برحقیقت اور انتہائی حکیمانہ فیصلہ دیا ہے۔

جمہوریت کے عقل وخرد سے بعید اس انتخابی ڈرامے کے نتائج بھی ہمارے سامنے ہیں۔سادہ لوح عوام ایسے لوگوں کو اسمبلیوں میں پہنچا دیتے ہیں جن کی غالب اکثریت جاہل، بے وقوف، مفاد پرست، ملک دشمن، نااہل اور اسلام بیزار ہوتی ہے۔اور تعلیم یافتہ، اہل اور باکردار لوگوں کے معاملہ فہم، صالح اور اہل نمائندے اس لئے پارلیمنٹ میں جانے سے رہ جاتے ہیں کہ ان کے ووٹوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔یہاں اصول کے نام پر جمہوریت کی ایک اور بے اصولی سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ جمہوریت کے نزدیک معیار کی کوئی اہمیت نہیں۔اس کے سارے فیصلے مقدار اور عددی برتری کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔کم لوگوں کی رائے اگر چہ معیاری اور ملک وقوم کیلئے باعث خیر وفلاح ہی کیوں نہ ہولیکن چونکہ وہ اکثریت میں نہیں اسلئے ان کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔۔۔دوسری طرف اکثریت کی رائے اگر چہ ملک وقوم کیلئے واضح طور پر نقصان دہ اور باعث شرہی کیوں نہ ہوان کا فیصلہ آنکھیں بند کر کے قبول کیا جاتا ہے۔یہ ہے جمہوریت کا معیار پر مقدار کو واضح اور کلی فوقیت اور ترجیح دینے کا فیصلہ جو قرآن وسنت ہی نہیں عقل وخرد کے بھی صریحا خلاف ہے۔

اس جمہوری انتخابی تماشے کے تحت قیام پاکستان سے لیکر اب تک جو بھی حکومتیں بنیں، وہ سب کی سب کسی نہ کسی درجے میں بیرونی بالادست قوتوں کی آلہ کار رہیں۔ یہ حکومتیں جمہوریت کے دلالوں کی دلال بن کران کی رضا جوئی کے حصول کیلئے اپنے ہی ملک وقوم اوراسلام کونا قابل تلافی نقصان پہنچاتی رہیں اور ہنوز پہنچارہی ہیں۔عقل سے پیدل ان مداری نما لیڈروں کی نااہلیت کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ یہ لیڈر 65 سال گزرنے کے باوجود آج تک پاکستان کا کوئی ایک مسئلہ بھی حل نہ کر سکے۔ چاہے وہ مسئلہ پینے کے پانی کا ہو یا بجلی کا تعلیم کا ہو یا صحت کا مختلف شعبوں میں خود کفالت کا مسئلہ ہو یا روٹی، کپڑے اور مکان، کا۔عوام کے جان ومال کے تحفظ کا ہو یا ملکی سرحدات کی حفاظت کا۔

جس طرح گلستان کے درختوں کی ہر شاخ پر بیٹھے ہوئے الو اس گلستان کی تباہی کا ثبوت ہوا کرتے ہیں اسی طرح ان جمہوری اسمبلیوں کی ہر سیٹ پر براجمان غیر معیار ووٹروں کے ووٹوں سے منتخب یہ غیر معیاری گھوڑے اور لوٹے اس ملک وقوم کی بربادی کی واضح علامت ہیں۔!!

..................☆☆☆..................

اپنے منہ سے دعویٰ ءبقراطی ۔۔اور وعدہ ءافلاطونی

کسی فرد کی طرف سے خود کسی منصب اور عہدے کیلئے پیش ہونا اسلام کے نزدیک اس عہدے اور منصب کیلئے اس فرد کی نااہلیت کا اولین ثبوت ہے۔ کسی بھی معاشرے کا عمومی اخلاق ایسے فرد کی حوصلہ شکنی اور مذمت کرتا ہے جو اپنے بارے میں اپنی ہی زبان سے اپنی تعریف اور دیگر افراد پر اپنی فوقیت اور اولیت کا دعویٰ کرتا ہو اگرچہ اس فرد میں وہ خوبیاں موجود ہی کیوں نہ ہوں۔

تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ کسی منصب کیلئے انتہائی مناسب اور موزوں فرد کی طرف سے از خود پیش ہونے کا تصور تو درکنار ایسے لوگ باوجود منت وسماجت کے کسی منصب کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کے پیش نظر اس عہدے سے وابستہ دنیاوی مفادات، اختیارات اور دولت وشہرت کبھی نہ رہے۔ بلکہ وہ اس منصب سے متعلق ذمہ داریوں اور فرائض کے بارگراں کے حوالے سے روز قیامت باز پرس اور محاسبے کے تصور سے یہ ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔ ایسے واقعات میں ایک نمایاں واقعہ تقریبا تمام کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب امیر مملکت منصور کی نظر انتخاب ریاست کے قاضی القضاۃ کے منصب کیلئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ پر پڑی تو ان سے اپنا مدعا بیان کیا۔لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ نے یہ ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کو یہ منصب سنبھالنے پر راضی کرنے کیلئے ہر ممکن جتن کئے گئے لیکن وہ کسی بھی صورت ذمہ داری کا یہ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کیلئے تیار نہ ہوئے۔منصور نے انہیں قید خانہ میں ڈال دیا اور کچھ عرصہ بعد جواب پوچھا گیا تو جواب انکار میں تھا۔ زبردستی قائل کرنے کیلئے بے پناہ تشدد کیا گیا۔لیکن جواب پھر وہی اَنکار۔! یہاں تک کہ قید خانے میں ظلم وتشدد سہتے سہتے جان دے دی لیکن منصب کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالی کو جوابدہی کے ڈر سے قبول نہ کی۔

جمہوریت میں اسلامی اور عمومی اخلاقی اصول کے برخلاف کسی بھی فرد کو کسی بھی منصب کیلئے از خود پیش ہونے کی عام اجازت ہے۔ ہر فرد چاہے اس کی تعلیمی اور اخلاقی معیار، استعداد

اور اہلیت کچھ بھی ہو ملکی معاملات کو سمجھنے اور اسے چلانے کے حوالے سے افلاطون ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔اپنے منہ میاں مٹھو کی جیتی جاگتی تصویریں اگر دیکھنا مقصود ہو تو جمہوریت کے چڑیا گھر میں یہ نمونے ہر وقت اور ہر سمت وافر مقدار میں چہچہاتے نظر آئیں گے۔ پدی کے مثل یہ لیڈر ہر وقت آسمان کو اپنی ٹانگوں سے روکے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔چاند تک سڑک تعمیر کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل۔!اور ملک کو چند مہینوں میں جاپان سے بھی ترقی یافتہ ملک بنانا ان کے دائیں ہاتھ کا کرشمہ ہے۔۔۔ایک نعرہ تکبیر سے پورے ہندوستان پر اسلام کا جھنڈا لہرانا اسلام کے بنیادی تقاضوں سے ناواقف ان ایمان والوں کے جوش ایمانی کا ادنیٰ مظاہرہ۔!اور مغرب کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دینا مغرب کے کافرانہ جمہوری نظام کے ان اصل نمائندوں کی خودداری کا ناگزیر تقاضا ہے۔

اسمبلی کی رکنیت کیلئے خود کو پیش کرنے کی روش تو رہی ایک طرف !اپنی اہلیت اور دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں اپنی فوقیت اور بالادستی ثابت کرنے کیلئے خود اپنی زبان سے اور چند زرخرید چمچوں کے ذریعے اپنی وہ وہ خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔کہ الامان والحفیظ اور اپنی پارسائی، بےخوفی بے باکی، بہادری، قابلیت، ذہانت اور شرافت کے وہ دعوے کئے جاتے ہیں کہ انسانی تاریخ کی سب بے باک، جری، بہادر اور قابل شخصیتیں ان کے سامنے بونی نظر آنے لگتی ہیں۔

اور یہ معاملہ یہیں آ کر ختم نہیں ہو جاتا۔کیونکہ اپنا قد بڑھانے کیلئے دوسروں کا قد گھٹانا بھی تو ضروری ہوتا ہے۔اس ضمن میں ملک،عوام بلکہ ان کے رہنماؤں کو دینے کیلئے بھی جمہوریت کے پاس کسی قسم کا کوئی اخلاقی ضابطہ موجود نہیں۔رہنمائی کا دعویٰ کرنے والے قوم کے یہ جمہوری رہنما بذات خود شدید اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہیں۔عام جلسوں،نجی محفلوں اور اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر اور تمام عالمی نشریاتی اداروں اور پریس کو گواہ بنا کر مخالفین کی پگڑیاں اچھالنا، ایک دوسرے پر انتہائی شرمناک اور رکیک الزامات کی بارش کر دینا، ایک دوسرے پر بہتان تراشی کرنا،

یہاں تک کہ ماں، بہن اور بیوی بیٹی کی ننگی گالیاں دے کر ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور ذلیل کر دینا اس جمہوری نظام سے وابستہ تقریباً ان تمام راہنمایان قوم کا شیوہ اور دراصل ان کے دل ودماغ میں بھری ہوئی غلاظت کا کھلا اظہار ہے۔ اور اس طرح یہ رہنما قوم کو نت نئی گالیاں سکھا کر قوم کی رہنمائی کا حق بطریق احسن ادا کر رہے ہیں۔

قابل احترام جمہوریت کے اس غلیظ اور انتہائی قابل نفرت پہلو کا نظارہ کرنے کے بعد آیئے اس فتنہ عالم کے ایک اور رخ روشن سے پردہ سرکاتے ہیں۔۔۔!

..................☆☆☆..................

جمہوریت۔۔۔ملی وحدت اور ملکی وجود کیلئے زہر قاتل

جمہوریت نے ہر شعبہ زندگی اور اس سے متعلق تمام ذمہ دار افراد کو لازمی اور ضروری حدود وقیود، اخلاقی ضابطوں اور اصولوں سے شتر بے مہار کی طرح یکسر آزاد کر کے ملی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔اور اسی جمہوریت کی وجہ سے ملکی وجود سانحہ مشرقی پاکستان کی طرح مزید شکست وریخت کی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔اسلام ریاست اس کے عوام اور حکمرانوں کو جن ضابطوں اور اخلاقی حدود کا پابند بنا کر انہیں ایک بنیان مرصوص اور ایک ناقابل شکست وحدت وقوت بنا دینا چاہتا ہے، جمہوریت حدود وقیود کے اس کنٹرول فیوز کو نکال کر ملکی وجود اور ملی وحدت کو نراجیت، انتشار اور بے لگامی کے ایٹم بم سے اڑا دینا چاہتی ہے۔جمہوریت ہر بیرون ملک دشمن قوت اور قوم کے اندر موجود ان کے کاسہ لیسوں کو ملک وقوم کے ہر جوڑ پر علی الاعلان ضرب لگانے کی کھلی چھٹی دیتی ہے۔

تمام اعلیٰ اخلاقی قدروں ،وفاداری، دیانتداری، ذمہ داری اور قومی دینی غیرت وحمیت کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر دولت ،طاقت اور حکومت جن نفسانی خواہشات کے بندوں کا مقصد حیات اور اصل مطمح نظر بن جائے ،تو یہ مسئلے ان کا دردسر ہرگز نہیں ہوا کرتے کہ ملک کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ قوم کے مسائل کا حل کیسے ڈھونڈا جائے؟ ملت اسلامیہ کو درپیش گھمبیر مسائل کو کیسے ختم کیا جائے؟ ملک کو کیسے خودکفیل بنا کر دیگر ممالک کی بالادستی سے جان چھڑائی جائے؟ ملک وملت کے عزت ووقار کو کیسے بلند کیا جائے؟ اسلام کو کیسے نافذ کیا جائے؟

ان کا مقصد صرف اور صرف اقتدار حاصل کرنا اور ملک وقوم کے سیاہ وسفید پر بلا شرکت غیرے قبضہ کر کے اپنے بیرون ملک کھولے گئے اکاؤنٹس میں دن دوگنا رات چوگنا اضافہ کرنا ہوتا ہے۔قوم کے یہ دوست نما دشمن لیڈر ہر وہ کام کرنے کیلئے ہر وقت آمادہ کار رہتے ہیں جس کے طفیل ان کو لیلیٰ اقتدار اور ملکی دولت کے سرچشموں پر قبضہ کرنے کا موقع مل سکے۔یہ رہنما اپنے ان مقاصد رذیلہ کے حصول کیلئے ان بیرونی پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں کے ایجنٹ بن کر

اپنے ہی ملک وقوم اور دین کو وہ نقصان پہنچاتے ہیں کہ ابلیس بھی دیکھے تو ان پر رشک کرنے لگے۔۔۔جمہوریت کی تاریخ میں اقتدار اور دولت کی خاطر ان جمہوری دلالوں کے ہاتھوں اپنے ہی ملک وقوم اور دین کی عصمت کو بہت سستا بیچنے کی وہ مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ان کے سامنے بازارحسن کے دلال بھی بے حسی، بے غیرتی اور کارکردگی کے لحاظ سے صفر نظر آتے ہیں۔۔۔دشمن ممالک کوملکی راز فراہم کرنے کی بات چلے تو جمہوریت کے ان گماشتوں کو غداری میں شہرت پانے والے میر جعفر اور میر صادق کا استاد ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

اقتدار کے حصول کی بے لگام خواہش اور ہر ضابطے سے آزاد اس مقابلے نے ان ابن الوقتوں کو کئی اور راستے بھی دکھائے۔وہ راستے جن کا اختتام ملک کی تباہی و بربادی اور ملی وحدت کی شکستگی کے یقینی عبرتناک انجام کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔بعض ملک دشمن اور اسلام بیزار اٹھے اور لیڈر بن کر سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی فلاح اور ترقی کا راز سوشلزم،کمیونزم اور سیکولرازم جیسے کفریہ طاغوتی اور اللہ کے منکر نظام اپنانے میں بتایا دوسرے ٹولے نے نیشنلزم کی ڈگڈگی بجائی اور چودہ سوسال قبل دفنائے گئے نسلی،لسانی اور علاقائی بتوں کو پھر سے زندہ کر کے ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا۔اور انہیں ایک دوسرے کے خون کی ندیاں بہانے پر مجبور کر دیا۔اور اس طرح یہ درندہ صفت رہنما انسانی لاشوں کو سیڑھی بنا کر اقتدار کے محل میں کود جانے کی فکر کرتے رہے۔۔۔

جمہوریت کے اس فتنہ پرور اور ہر قید و بند سے آزاد بے مہار طریقہ مسابقت نے جمہوریت کے ایجنٹوں کے دعووں کے مطابق ملک وقوم اور اسلام کو آج تک لیڈر، رہنما اور ہمدرد تو کوئی نہیں دیا البتہ غداروں ،مفاد پرستوں، ابن الوقتوں،قوم فروشوں، اسلام دشمنوں ، مداریوں ،منافقوں دفتر فروشوں اور جمہوریت کے دلالوں کی ایک پوری فوج ضرور تیار کر کے دی ہے جو اپنے اپنے آقاؤں کو ملک،قوم اور اسلام کی قیمت پرخوش اور راضی رکھنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔جمہوریت کے اس شیطانی کھیل کا یہ اصول بے اصول پاکستان اور اس کے عوام کو استحکام، ترقی اور فلاح کے تحفے تو کیا دیتا ان کو انتشار ، بے چینی، عدم استحکام، جہالت،اخلاقی

انحطاط، خودغرضی، مفاد پرستی، بے روزگاری، بنیادی سہولتوں سے محرومی، خونی فسادات، نفرت، تعصب، انارکی، ذہنی غلامی، جنس پرستی زر پرستی، لادینیت اور انسانی معاشرے کو نمونہ جہنم بنا دینے والے نہ جانے اور کیا کیا عذاب وافر مقدار میں ضرور فراہم کر دیئے ہیں۔۔۔!

اور یہ سب کچھ صرف کل کے ڈراؤنے خواب نہیں آج کے بھیانک حقائق بھی ہیں۔۔۔وہ عیاں حقائق! جن کا مشاہدہ آپ اور ہم سب روزانہ کرتے ہیں۔۔۔وہ تلخ حقائق! جن کی تلخی ہر کوئی اپنی ذات میں محسوس کر سکتا ہے۔۔۔وہ اٹل حقائق! جو دن، رات اور سورج کی طرح اپنے وجود کی اثبات کیلئے کسی ثبوت کے محتاج نہیں ہوتے۔!!

..................☆☆☆..................

حرص دولت واقتدار۔۔۔ظلم وجبر اور بدعنوانی کا عنوان

اسلام میں حکومت سے متعلق کسی بھی چھوٹے یا بڑے عہدیدار کیلئے عرصہ اقتدار کے تعین کی کوئی قید مقرر نہیں۔خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین،اور خود رسول اللہ ﷺ کے دور صالح سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہے کہ اسلام کا اصل منشاء یہ ہرگز نہیں کہ حرص اقتدار میں مبتلا مختلف افراد اور طبقوں کو باری باری اقتدار میں آنے کا موقع دے کر ان کے شوق امارت کی تسکین کا اہتمام کیا جائے۔اس کے علی الرغم اس بارے میں اسلام کا اصل مقصد ومنشاء یہ ہے کہ امیر مملکت اور دیگر ذمہ داران حکومت ان افراد کو مقرر کیا جائے جو کاروبار حکومت سے متعلق مطلوبہ معیارات پر ہر ممکن حد تک پورے اترتے ہوں۔اور وہ اپنے وقت کے لحاظ سے اسلام سے ذہنی اور عملی وابستگی کے حوالے سے بھی ریاست میں نمایاں حیثیت کے حامل ہوں۔تاکہ ریاست کے عوام ان صالح اور اہل ترین افراد کی قیادت کے جملہ اوصاف اور صلاحیتوں سے بہرہ مند ہوں اور ریاستی نظام کو ہر ممکن بہتر طریقے سے چلایا جا سکے۔ان ذمہ داران حکومت کو ان کے مناصب سے الگ کرنے کی وجوہات بھی دو ہی ہیں۔ایک یہ کہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر اپنی منصبی ذمہ داریاں اور فرائض پورا کرنے کے قابل نہ رہیں۔اور دوم یہ کہ وہ اپنی منصبی حیثیت کے منافی ایسی نمایاں اور دانستہ غلطی کے مرتکب ہوں یا ان کے ذاتی کردار میں کوئی ایسا واضح شگاف پیدا ہو۔۔۔جس کی وجہ سے ان کے ذمہ لگائے گئے کام میں مستقل خرابی پیدا ہونے کا امکان ہو کسی اہلکار کو اس کے منصب سے معزول کرنے کا فیصلہ کرنا امت کے صالح اور راست گو افراد پر مشتمل شوریٰ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اور اس کی جگہ کسی دوسرے فرد کے انتخاب کا معاملہ بھی اسی شوریٰ ہی کے سپرد ہوتا ہے۔

نظام جمہوریت۔۔۔نظام اسلام کے برعکس کسی حکومت کو ایک مخصوص عرصہ کیلئے برسر اقتدار رہنے کا "فتویٰ" دیتا ہے اور یہ عرصہ ختم ہوجانے کے بعد ایک مرتبہ پھر پورے ملک پر انتخابات کا عذاب مسلط کر دیا جاتا ہے۔جمہوریت کمال ہوشیاری سے برسراقتدار طبقہ میں دوقسم

کے حرص اپنی تمام تر شدتوں کے ساتھ پیدا کرتی ہے۔پہلی یہ کہ اسے شاہانہ جاہ وجلال، لامحدود اختیارات اور ملک کے سیاہ وسفید کا بلاشرکت غیرے مالک بنا کر اس میں اس اقتدار کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی حرص پیدا کی جاتی ہے۔اور دوم یہ کہ اقتدار کے تسلسل کی اس حرص کی تکمیل کو دولت کو پانی کی طرح بہا دینے والے کھیل انتخابات سے مشروط کر کے اس میں حرص دولت کی صفت قارونی کا بدرجہ اتم اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

حرص اقتدار اور حرص دولت کے یہ دونوں شیطانی جذبے برسر اقتدار ٹولے کی طرف سے دو انتہائی طاقتور اور فعال مہیب قوتیں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ایک بدعنوانی کا جن۔۔۔اور دوسرا ظلم وجبر کا دیوتا۔!بدعنوانی کے جن کی ذمہ داری آئندہ انتخابات میں کام آنے اور مقتدر طبقہ کا ذاتی بینک بیلنس بڑھانے کیلئے ہر جائز وناجائز طریقے سے دولت کے انبار لگا دینا۔اور ان افراد اور طبقوں پر مختلف بہانوں سے ملک وقوم کے وسائل کو لٹا دینا ہوتا ہے جو طبقے اور افراد کسی بھی حوالے سے اس برسر اقتدار ٹولے کو برسر اقتدار رکھنے اور آئندہ برسر اقتدار لانے میں معاون ومددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔۔۔ظلم وجبر کے دیوتا کا فرض یہ ہوتا ہے کہ حزب مخالف اور ہر اس قوت کو ظلم وجبر کے دو پاٹوں کے درمیان رگڑ دیا جائے، جو برسر اقتدار طبقہ کو اگلے انتخابات میں شکست دے کر اسے اقتدار سے محروم کر دینے کا سبب بن سکتی ہو۔یا کسی اور طریقے سے ان کے نشہ اقتدار کے مزے کو کرکرا کرنے کی گستاخی کے مرتکب ہو سکتی ہے۔

بدعنوانی کے جن اور ظلم وجبر کے اس دیوتا کے پس پشت تمام حکومتی مشینری اور طاقت کارفرما ہوتی ہے۔ملک کے اندر اور باہر حکومت کی اصل ذمہ داریوں اور فرائض کی علامات کی بجائے ان دو قوتوں کی کارگزاری کے نقش اور اثرات زیادہ نمایاں اور واضح طور پر دیکھے اور محسوس کئے جا سکتے ہیں۔۔۔اور ایسا لگتا ہے کہ جمہوری حکومتوں کے کرنے کے اصل کام دو ہی ہیں۔۔۔ملکی دولت پر قبضہ کرنا۔۔۔!اور مخالفین کو کچل کر رکھ دینا۔۔۔!

پاکستان کی پوری جمہوری تاریخ مقتدر قوتوں کی لوٹ مار اور اپنے مخالفین پر جبر وتشدد

کے ہولناک اور شرمناک واقعات سے بھری پڑی ہے۔اقتدار کیلئے خطرے کا باعث حزب مخالف اور دیگر پارٹیوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کو قتل کر دینا (جس میں اپنی پارٹی سے وابستگی اور خونی رشتوں کا لحاظ بھی نہیں رکھا جاتا) ۔۔۔۔انہیں جھوٹے مقدمات میں ملوث کر کے پس دیواروں زنداں ڈال دینا۔۔۔اپنے مخالفین کو جیل کی کال کوٹھریوں سے نکال کر جعلی پولیس مقابلوں میں قتل کروا دینا............اسلام ہند اور محبّ وطن ،مسلمانوں کو چند ڈالروں کی خاطر غیروں کے ہاتھ فروخت کر دینا......طاقت اور اقتدار کے نشے میں بےخود ہوکر اپنے مخالفین کی بہو بیٹیوں کو سر بازار ننگا کر کے نچا دینا۔۔۔۔اور ان کو زبردستی اجتماعی آبروریزی کا نشانہ بنانا۔۔۔قابل احترام شخصیات کے ساتھ ناقابل بیان توہین آمیز سلوک کرنا۔۔۔انہیں ڈاڑھیوں سے پکڑ کر گھسیٹنا اور ان کو ہاتھ پیروں سے پکڑ کر اسمبلیوں سے باہر پھینک دینا۔۔۔اگر یہ دور حاضر کے اس جمہوری نظام کی فرعونیت اور چنگیزیت کی زندہ مثالیں نہیں تو اور کیا ہیں؟ جرم بے گناہی میں محض نظریاتی اختلاف کی وجہ سے کسی کو زندہ جلا دینے کے عمل کو نمرودیت کے علاوہ اور کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ کبر وغرور کے گھمنڈ میں مخالف زندہ انسانوں کے جسموں میں ڈرل مشینوں سے سوراخ کرنا اور ان کے چمڑوں کو محاورتاً نہیں بلکہ عملاً ادھیڑ کر رکھ دینا نشہ اقتدار کا تسلسل قائم رکھنے والوں کی فسطائیت درندگی اور دعویٰ ءالوہیت نہیں تو اور کیا ہے؟

اقتدار پر قابض یہ جمہوری حکمران ٹولہ عوام کے خون پسینے کی کمائی اور ان کے ٹیکسوں سے چلنے والے مختلف منصوبوں اور اداروں سے باقاعدہ اپنا کمیشن وصول کرنا شیر مادر کی طرح حلال سمجھتا ہے۔۔۔یہ مقتدر جمہوری ٹولہ ہر سال بجٹ کے اعلان سے پہلے فاقہ زدہ اور قریب المرگ عوام کو مہنگائی کی ایک اور کڑوی گولی نگلنے کا مشورہ دے کر خود سال کے بارہ مہینے ایک لمبے چوڑے جمہوری طائفے کے ساتھ بیرونی ممالک کے دوروں پر کروڑوں روپے خرچ کرنا اپنا جائز حق سمجھتا ہے۔۔۔عوام اپنے ننگے جسموں کو ڈھانپنے کیلئے فکرمند ہوتے ہیں اور ان کیلئے باہر کے ممالک کے تیار کردہ ہزاروں جوڑے ہر وقت تیار۔۔۔عوام کی جیب میں بس میں سفر کرنے کا

کرایہ موجود نہیں ہوتا اور اس ٹولے کے قوم کی دولت سے خرید ے گئے گھوڑے اور کتے ہوائی جہازوں میں محو پرواز ہوتے ہیں۔۔۔عوام غربت کی وجہ سے علاج کی استطاعت نہ رکھتے ہوئے روزانہ موت کے منہ میں جارہے ہوتے ہیں اور ان کے نزلے اور زکام کا علاج بھی لندن اور امریکہ میں سرکاری خزانے سے لاکھوں ڈالر خرچ کر کے کیا جاتا ہے ہے۔۔۔ ہر قومی منصوبہ میں لازمی کمیشن کے ایسے ایسے اسکینڈل سامنے آتے ہیں کہ ایک مقتدر شخصیت کا سرتاج مسٹر ٹین پر سنٹ کے نام سے جانا پہنچانا جاتا ہے۔۔۔انسانیت کو ذلت کی گہرائیوں میں دھکیل دینے والے ہیروئن کے کاروبار کی باقاعدہ سرپرستی کی جاتی ہے اور ملک کے لاتعداد خاندانوں کو تباہ و برباد کر دینے کی قیمت پر حرص دولت کے جذبہ کی تسکین کا سامان کیا جاتا ہے۔۔۔پورے ملک میں پھیلے ہوئے اپنے کاسہ لیسوں اور چمچوں کو مفت کے پلاٹ الاٹ کرانے اور پرمٹ جاری کرنے کا کام اس ادائے بے نیازی اور اعتماد سے کیا جاتا ہے جیسے پورا ملک ان کے باپ کی جاگیر ہو۔

یہ مقتدر جمہوری ٹولہ اپنے پورے عرصہ اقتدار کے دوران پہلے سے ادھ موئے عوام کے جسموں سے جونک کی طرح چمٹا رہتا ہے، اگلے مرحلہ انتخاب جیتنے کیلئے جمع کئے گئے دولت کے انبار اپنے آقاؤں کے ہاں بیرون ملک موجود بینکوں میں مسلسل منتقل کرتا رہتا ہے۔اور قوم کی یہی دولت اقتدار کیلئے پیدا اس ٹولے کو عوام کی گردنوں پر ایک مرتبہ پھر مسلط کرنے کیلئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔اور جس کا جوتا اسی کے سر کے مصداق اس جمہوری ٹولے کے استحصال اور لوٹ مار کا یہ عمل حرص اقتدار اور حرص دولت کے جذبے کے تحت مسلسل جاری رہتا ہے۔

..................☆☆☆..................

اسلامی نظام بذریعہ ووٹ۔۔۔سب سے بڑا فریب!

اسلامی نظام بذریعہ ووٹ ایک ایسا پرفریب نعرہ ہے جس سے اسلامی نظام کے کاز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔انتہائی قیمتی افرادی قوت وسائل اور وقت کو ایک ایسے راستے کے صعوبتوں بھرے سفر میں ضائع کیا گیا جس کا اختتام اسلامی انقلاب کی منزل ہرگز نہ تھا اور نہ ہے۔۔۔نہ عقلی دلیل و منطق کی رو سے۔۔۔۔!نہ قرآن وسنت کے واضح احکامات کے حوالے سے۔۔۔۔!اور نہ مشاہدات وتجربات کی بنیاد پر۔۔۔!

اس سے قبل قدرے تفصیل سے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام اور جمہوریت میں کوئی قدر مشترک سرے سے موجود ہی نہیں۔اسلام اور جمہوریت میں زندگی اور یہاں تک کہ اللہ کی ذات سے متعلق بنیادی حقائق کے بارے میں بھی زمین اور آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔قرآن اگر حق حاکمیت کا حقدار اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو ٹھہراتا ہے تو جمہوریت یہ اختیار اللہ تعالیٰ سے لے کر عوام کے سپرد کر دیتی ہے۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ اگر مسلمانوں کیلئے قرآن وسنت کو قابل عمل قانون تجویز کرتا ہے اور اسی کو ماخذ قانون بنا لینے پر اصرار کرتا ہے تو جمہوریت قانون بنانے کا یہ اختیار اکثریت کی خواہشات کے احترام کے جذبہ کے تحت پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت کے سپرد کر دیتی ہے۔۔۔۔اسلام قوت فیصلہ اور قوت نافذہ کی ذمہ داری امت کے بہترین اور اہل ترین افراد پر مشتمل شوریٰ کے حوالے کرتا ہے۔جبکہ جمہوریت یہ اختیار اس پارلیمنٹ کے حوالے کرتی ہے جہاں عوامی خواہشات کے تابع ہو کر فیصلے کئے جاتے ہیں اور خواہشات کے غلام ذاتی مفادات کے اسیر اور اسلام بیزار نمائندوں کے ذریعے انہیں نافذ کیا جاتا ہے۔۔۔اسلام کسی عہدہ کیلئے خود پیش ہونے کی ممانعت کرتا ہے جبکہ جمہوریت اسلام کے اس اصول کو کالعدم کر کے اس کی اجازت دیتی ہے۔۔۔اسلام کسی منصب کیلئے کسی فرد کے انتخاب کا معیار اس فرد کی اہلیت دیانت کردار اور اسلام سے گہری ذہنی اور عملی وابستگی کو قرار دیتا ہے۔جبکہ جمہوریت مطلوبہ فرد کیلئے اسلام کی مقرر کردہ ان تمام شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے اور ایسے افراد کیلئے عملاً دولت طاقت

اور منافقت کو معیار مقرر کرتی ہے۔۔۔۔اسلام کے مطابق ہر ایرا غیرا رائے دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔اور نہ ہی کسی حکومتی عہدہ کیلئے کسی فرد کی رائے یا گواہی کو ضروری سمجھتا ہے وہاں رائے دینے والے فرد کیلئے کچھ کڑی شرائط کا تعین بھی کرتا ہے۔لیکن جمہوریت معاشرے کے ہر فرد کو بلا امتیاز رائے دینے کا اہل سمجھتی ہے اور اس کے نزدیک حکومت بنانے کا عمل عوام کی رائے سے مشروط کرنا انتہائی ضروری بلکہ فرض ہے۔۔۔۔اسلام کے نزدیک زندگی کے ہر شعبے اور اس سے متعلق ذمہ دار افراد کیلئے ایک ضابطہ اخلاق کے تحت کام کرنا نہایت ضروری ہے۔جبکہ جمہوری نظام میں کسی سطح پر کسی فرد یا ادارے کیلئے ایسا کوئی ضابطہ اخلاق عملا موجود نہیں ۔۔۔اسلام حکومت کرنے کی خواہش پورا کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور حکومتی مدت کیلئے کوئی عرصہ متعین نہیں کرتا۔جبکہ جمہوریت اقتدار کے حصول کی خواہش کو مہمیز اور تحریک فراہم کرتی ہے اور اس کیلئے باقاعدہ مدت کا تعین کرتی ہے۔

اسلام اور جمہوریت کے درمیان ان واضح تضادات کا اس سے قبل قدر تفصیل سے ذکر کیا جا چکا ہے یہاں محض سلسلہ تحریر میں ربط برقرار رکھنے کیلئے ایک مرتبہ پھر چند نکات کی شکل میں مختصرا ان تضادات کا حوالہ دیا گیا ان نکات کو ذہن میں رکھ کر اب نفاذ اسلام بذریعہ ووٹ اصل موضوع کی طرف آیئے۔

ا۔ اس ضمن میں سب سے پہلی ولخراش حقیقت یہ ہے کہ تمام مذہبی جماعتیں اس جمہوریت کے تخلیق کردہ انتخابات کے ڈرامے میں حصہ لے کر اسلامی نظام کی بالادستی کیلئے عرصہ دراز سے زور آزمائی میں لگی ہوئی ہیں جو جمہوریت عملا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار حاکمیت سے یکسر انکاری ہے اور جو اللہ تبارک وتعالی کے بجائے عوام کو حاکمیت کا اصل حقدار سمجھتی ہے۔اللہ تبارک وتعالی کی حاکمیت کے قرآنی تصور کے برخلاف عقیدہ رکھنا یا کسی ایسے نظریہ کے تحت جاری کسی سرگرمی میں عملا حصہ لینا اللہ تبارک وتعالی کی وحدانیت کے تقاضوں سے یکسر انکار،کفریہ عقیدہ رکھنے اور کفریہ عمل میں ساتھ دینے کے مترادف ہے۔اس بارے میں دو سوالات کے

جوابات دینا مسلمانوں کی رہنمائی کرنیوالے مذہبی جماعتوں کے لیڈروں کے ذمہ ہیں۔ایک یہ کہ مذہبی جماعتیں ایسا نظریہ رکھنے والی نظام جمہوریت کے تحت ہونے والے انتخابات میں بھرپور طور پرشریک ہوکر کیا اللہ کی حاکمیت کے بارے میں جمہوریت کے اس نظریہ کو درست تسلیم کرتی ہیں؟اگر ہاں تو برائے کرم وہ اللہ تبارک وتعالی کی حاکمیت کے حوالے سے اپنے عقیدہ توحید کی وضاحت کریں۔اوراگرنہیں تو دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ جس جمہوریت کے حق حاکمیت سے متعلق نظریہ کو باطل اورکفریہ سمجھتے ہیں تو وہ اسی جمہوریت کے اصول وضوابط کے تحت ہونے والے انتخابات میں بھرپورحصہ کس دلیل اور جواز کے تحت لے رہے ہیں۔اورکیا اللہ تبارک وتعالی کے حق حاکمیت سے انکاری نظام جمہوریت اوراس کے انتخابی عمل کے ذریعے نفاذ اسلام کی جدوجہد اللہ تبارک وتعالی کے اسی باغی نظام کے اندر رہتے ہوئے ممکن ضروری اور جائز ہے۔۔۔؟

۲۔ قرآن کریم کی متعدد آیات بینات سے یہ حقیقت اچھی طرح ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک قابل قبول دین صرف اسلام ہی ہے:

اِنَّ الـدِّيْـنَ عِـنْـدَ الـلّٰـهِ الْاِسْلَامُo قف(آل عمران ۱۹)

بے شک (قابل قبول)دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔

وَمَن يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَن يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ الْآخِرَةُ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (آل عمران)

اورجو چاہے دین اسلام کے علاوہ کوئی اوردین تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔اورآخرت میں وہ خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے دین اسلام نہ صرف پسند فرمایا ہے بلکہ اسے مکمل کرکے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ،

''آج میں نے مکمل کردیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر اپنا احسان اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام کو(بطور)دین''

اور یہ کہ یہ دین اسلام قرآن تک محدود صرف زبانی اورتحریری نظام یا فلسفہ نہیں۔بلکہ یہ

وہ دین ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں اپنی تمام تر تفصیلات اور جزویات کے ساتھ بالفعل فافذ کر کے دکھایا۔ تا کہ اس کے قابل عمل ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش سرے سے باقی ہی نہ رہے۔

اب جس دین کو اللہ نے ہمارے لئے منتخب کیا......اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین نے اسے عملا نافذ کر کے دکھایا....اور ہم نے اسے حق جان کر تسلیم کیا اور اس کی حقانیت پر ایمان لے آیا.....تو اس کے بعد اس بات کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے کہ اسی متفقہ مبنی برحقیقت اور تصدیق شدہ دین کے نفاذ کو اکثریت کی تائید کا محتاج بنادیا جائے....؟ کہ ''مسلمانوں کی اکثریت ''اگر دین اسلام کا نفاذ چاہے تو نافذ ہو...اور اگر مسلمانوں کی اکثریت اسلام کے مقابلے میں کسی دوسرے نظام کے حق میں ہو تو ان کو وہی نظام اپنے اوپر نافذ کرنے دیا جائے....حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک دنیا کی پوری تاریخ اور قرآن وسنت کے حوالے سے ....دین اسلام کے نفاذ کو لوگوں کی خواہشات اور اکثریت سے مشروط کر دینے کا کوئی ثبوت ...! کوئی دلیل ....! اور کوئی جواز موجود نہیں۔ بلکہ ایک مسلمان ملک کے مسلمان باشندوں کی اکثریت سے یہ مطالبہ تو بہت دور کی بات ہے ....اہل باطل سے بھی کبھی کسی نبی اور پیغمبر نے یہ مطالبہ اور معاہدہ نہیں کیا کہ اگر اہل اسلام اکثریت میں ہوئے تو تم بھی مسلمانوں کے ساتھ اپنے اوپر اسلامی نظام کو نافذ کرنے دو گے اور اگر تمہاری تعداد زیادہ ہوئی تو (نعوذ باللہ) ہم آپ کے نظام کو اپنے اوپر نافذ کرنے کے پابند ہوں گے ۔نہیں.....! ایسا کبھی نہیں ہوا.....اسلئے کہ حق کی بالادستی کبھی اکثریت کی تائید کی محتاج نہیں رہی۔

۳۔ جمہوریت کے طریقہ انتخاب کے اس اکثریتی فلسفہ کو تسلیم کر لینے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے اسی اصول کے تحت ان انتخابات میں حصہ لینے کا صاف مطلب یہ ہے کہ انتخابات میں شریک تمام پارٹیاں اس بات پر متفق ہیں کہ جس پارٹی نے اکثریت حاصل کی وہ پارٹی اپنے اس نظام اور نظریہ کو ملک میں نافذ کر دینے میں حق بجانب ہوگی ،جس نظام کا اس نے

عوام کے ساتھ وعدہ کیا ہے یا جو نظام اس کی نظر میں ملک وقوم کیلئے فائدہ مند ہے اور اقلیتی پارٹیوں کو اکثریتی پارٹی کے اپنے نظام کے نفاذ کے اس حق پر جو اسے یہ جمہوری اصول فراہم کرتا ہے، کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

اس جمہوری اصول کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی دعویدار تمام پارٹیاں نظام اسلام کے علاوہ دیگر نظام ہائے زندگی کے وجود اور حقیقت کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتی ہیں بلکہ انہیں اسلامی نظام ہی کی طرح نافذ ہونے کے برابر مواقع دینے کے بھی حق میں ہیں۔

جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔قرآن اوراس کو حق ماننے والے اہل حق اسلام کے مقابلے میں کسی بھی باطل نظام سے کسی قسم کے سمجھوتے کے ہرگز متحمل نہیں ہوسکتے۔اللہ کے ساتھ اسی کے نظام کے تحت زندگی گزارنے کا عہد کرنے والوں کی طرف سے کسی باطل نظام کو بھی بہ رضا ورغبت اسلام ہی کے برابر نفاذ کا حق دینا اوراسے تسلیم کرلینا تو بہت دور کی بات ہے اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ بندگی ایسا تصور دل میں لانے کی بھی اجازت نہیں دیتا دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا مطلب ہی دیگر باطل اور طاغوتی ادیان نظام اور قوانین سے بیزاری، بغاوت اوران سب کو نیست ونابود کردینے کی قسم کھانا ہوتا ہے ان سے برابری کی بنیاد پر معاملہ کرنے اورانہیں نفاذ کا حق دینے کا کیا سوال........!

۴۔ کتنی حیرت انگیز اور عجیب بات ہے کہ اسلام کے نفاذ کیلئے جس انتخابی عمل میں حصہ لیا جاتا ہے، اس انتخابی عمل کا ایک بھی اصول اور ایک بھی ضابطہ اسلام کے مطابق نہیں ہوتا۔اسلام کے تمام ضابطے کالعدم کرکے باطل ہی مقابلے کے تمام شرائط اورضوابط خود طے کرتا ہے اور مقابلے کے میدان کا تعین بھی وہی کرتا ہے۔اسلام کے نفاذ کیلئے باطل کے ساتھ انتخابی معرکہ لڑنا اوراس معرکے کی تمام شرائط وضوابط کے تعین کا کلی اختیار باطل کو دے دینا کیا عقل اور دانشمندی کی دلیل۔۔۔؟ کیا قیامت تک ان انتخابات میں حصہ لے کر اس طریقے سے اسلام کے نفاذ کے

امکان کوثابت کیا جاسکتا۔۔۔؟

۵۔ اسلام ہر معاملہ میں معیار کا قائل ہے۔جمہوریت کسی معیار کونہیں مانتی۔وہ تعداد اور کثرت کے شیطانی نظریہ کی پیرو ہے۔کیا مذہبی جماعتیں اس انتخابی کھیل میں شریک ہوکر اس معاملہ میں معیار پر مقدار کوفوقیت دینے والے اس جمہوری اور صریحا خلاف اسلام اصول کے ہم خیال نہیں ہوں گی۔۔۔؟اگرنہیں !تو اکثریت کے اس فلسفہ کی بنیاد پر اسلام کے نفاذ کیلئے انتخابات میں بھرپور شرکت کے کیا معنی۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے کئی مرتبہ تعداد میں کم مومنوں کو باطل کی زیادہ تعداد رکھنے والے گروہوں پر غالب کردیا۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرة ،۲۴۹) کیا کم مومنوں کو زیادہ باطل پرستوں کے مقابلے میں غلبہ دینے کی یہ خبر انتخابات کے میدان میں مقابلے سے متعلق ہے۔۔۔؟ ہرگزنہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ نے غلبہ اسلام اور شکست باطل کیلئے صرف دلیل، جہاد اور شہادت کا قرآنی راستہ اختیار کرنے والوں کے ساتھ ان کی کم تعداد کے باوجود زیادہ باطل پرستوں کے مقابلہ میں غالب کرنے کا سچا وعدہ فرمایا۔اوراس کیلئے بھی ایک معیار مقرر کیا ہے کہ یقیناً تم ہی غالب رہوگے بشرطیکہ تم سچے مومن ہو۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران۔۱۳۹) یہ نہیں کہ یقیناً تم ہی غالب رہوگے اگر تم اکثریت میں ہوئے۔۔۔!!

٦۔ اسلام نے معاملات حکومت سے متعلق ہر ذمہ دار فرد کے تعین کیلئے جن شرائط وضوابط کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے، جمہوریت اسلام کی ان تمام شرائط کو مسترد کرتی ہے۔جمہوریت کے نزدیک انتخابات میں کامیابی کے حصول کیلئے عملاً مروج معیارات دولت، طاقت اور منافقت ہی ہیں۔اور ابن الوقت قسم کے یہ جمہوری لیڈر عوام میں سے کسی کو دولت سے خرید کر، کسی کو طاقت سے دھمکا کر اور کسی کو منافقانہ چالبازیوں سے دھوکہ دے کر اسلام کے علمبرداروں کو شکست سے دوچار کر دیتے ہیں۔اور جمہوریت کی خدمت کیلئے اقتدار کی مسند تک رسائی حاصل کرنے میں

کامیاب ہوجاتے ہیں۔اس حقیقت کو عقل کے اندھوں کے سوا ہر کوئی ذی شعور فرد تسلیم کرتا ہے کہ مروجہ انتخابات کے ڈرامے میں بحیثیت پارٹی جیت جانا دولت، طاقت اور منافقت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔تو کیا مذہبی جماعتیں انتخابات کی یہ فتح حاصل کرنے کیلئے دولت، طاقت اور منافقت کے ان مروجہ معیارات ثلاثہ کو اپنانے کے لیے تیار ہیں۔۔۔؟اور کیا دولت اور طاقت کے ان مروجہ معیارات کے حصول کیلئے مطلوبہ طور طریقے اور ذرائع اپنانے پر آمادہ اور منافقت میں مطلوبہ مہارت حاصل کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔۔۔؟ ظاہر ہے کہ نہیں! کیونکہ یہ تمام معیارات اور اس کے حصول کے طریقے اسلام کے احکامات کے صریحا خلاف ہیں۔اور یہ سب کچھ کر گزرنے کے بعد آخر وہ کونسا اسلام ہوگا جس کے نفاذ کیلئے انتخابات کا جیتنا ضروری ہو۔۔۔جمہوریت کے ان معیارات کو اپنانا اسلام کے خلاف ہے اور ان مروجہ معیارات پر پورا اترے بغیر انتخابات جیتنا ناممکن۔۔۔!تو پھر کیا ہے اسلام کے نام پر اس صریحا طاغوتی جمہوری انتخابی ڈرامے میں بھرپور شرکت کی دلیل اور جواز۔۔۔؟؟

رہی انتخابی ڈرامے میں شرکت کی یہ بھونڈی دلیل کہ مذہبی جماعتوں کے انتخابی عمل میں اس شرکت سے اس جمہوری عمل کی اصلاح ممکن ہو سکے گی۔تو مذہبی جماعتیں جمہوریت پر اسلام کا رنگ کیا چڑھاتیں۔جمہوریت کے اس حمام میں وہ واعظان قوم بھی ننگے ہوکر رہ گئے جو اس حمام جمہوریت میں سب کے سب ایک ساتھ ننگے ہونے پر معترض تھے۔مذہبی جماعتوں کے جلسوں اور جلوسوں میں بھی وہ تمام رنگ نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں جو بے دین جمہوری کلچر کا خاصہ ہوا کرتے ہیں اور جن کا اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

انتخابات کے راستے پر گامزن اسلامی انقلاب کے سہانے خواب دیکھنے والے مذہبی رہنماؤں کی کم ہمتی سطح بینی اور عاقبت نااندیشی اور ان کی ہر بات پر بلاسوچے سمجھے سمعنا واطعنا کہنے والوں کی اندھی تقلید نے بحیثیت مجموعی تمام مذہبی تنظیموں کو جس راستہ پر لگا دیا ہے، وہ اسلامی انقلاب کا راستہ نہیں بلکہ یہ باطل جمہوریت کی ہر شرط ہر بے اصولی اور اسکے وجود تک کو تسلیم کرکے

اسے مزید تقویت پہنچانے اور اسے ہمیشہ کیلئے قوم کی گردن پر مسلط کر دینے کی روش ہے۔۔۔! جمہوری انتخابی اکثریتی فلسفہ کی مثال پشاور جانے والی اس ٹرین کی مانند ہے جسمیں ہم سب سوار ہیں لیکن ہماری منزل مقصود کوئٹہ ہے تو ہم صریح غلطی کے مرتکب ہو چکے ہیں جمہوری انتخابی عمل وہ بند گلی ہے جہاں سے اسلامی انقلاب کے گلستان کی طرف کوئی راستہ۔۔۔کوئی کھڑکی ۔۔۔اور کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔۔۔!!! اور ہم انتخابات کی اس بند گلی میں مسلسل اور بے معنی چکر لگا کر نہ صرف اپنے قیمتی وسائل اور وقت ضائع کر رہے ہیں بلکہ اسلام کے نام پر آج بھی آتش نمرود میں کود جانے کو حوصلہ رکھنے والے ان نوجوانوں کے قابل قدر جذبوں اور صلاحیتوں کو بھی مٹی میں ملا رہے ہیں جو باطل کا مقابلہ کرنے والے قافلہ حق کی اصل قوت ہوا کرتے ہیں۔

مذہبی جماعتوں کی طرف سے انتخابات میں شرکت کے اس عمل کو حق اور باطل کا مقابلہ اور کشمکش ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ باطل حق کی اس سادہ لوحی کو اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ انتخابات میں شرکت کے جس عمل کو مذہبی جماعتیں حق اور باطل کی کشمکش سمجھ رہی ہیں وہ تو ان کی طرف سے سادہ لوحی پر مبنی وہ اقدامات ہیں، جن سے باطل کو مزید تقویت مل رہی ہے۔۔۔اسے تسلیم کیا جارہا ہے۔۔۔اور اسے برابری کا درجہ دے کر نفاذ کا حق دیا جارہا ہے۔۔۔! باطل کو حق کے اس جہاد پر کوئی اعتراض نہ کبھی تھا۔۔۔نہ اب ہے۔۔۔۔اور نہ کبھی رہے گا۔!

حق اور باطل کی اصل کشمکش کا آغاز اس وقت ہوگا جب اسلام کے سرفروش مجاہدوں کا رخ باطل جمہوریت کو تقویت پہنچانے کیلئے بنائے گئے انتخابی میدان سے ان محلات کی جانب مڑے گا جہاں جمہوریت کا بت پوری شان تکبر کے ساتھ اپنے پوجنے والے پجاریوں سمیت موجود ہے۔۔۔جہاں سے ایک ایک راسخ العقیدہ مسلمان مجاہد کی نگرانی کی جاتی ہے۔۔۔جہاں اسلام کے انقلابیوں کو کچلنے کیلئے صلاح ومشورے کئے جاتے ہیں۔۔۔جہاں سے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے خلاف زبان وقلم سے ہرزہ سرائی کرنے

والوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ جہاں سے گستاخان رسول ﷺ کو اسلام دشمن مغرب کی حفاظت میں دینے کے احکامات جاری ہوتے ہیں۔۔۔ جہاں سے سچے اور پکے مسلمانوں پر دہشت گردی، بنیاد پرستی اور شدت پسندی کی پھبتیاں کس کر انہیں مطعون کیا جاتا ہے۔۔۔ جہاں جمہوریت کی بالادستی اور اسلام کے ایک نقش کو مٹا دینے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔۔۔!

حق و باطل کی کشمکش کا اصل میدان وہی ہوگا۔ انتخابات کا میدان تو صرف باطل کا میدان ہے جو مسلمان کے دین وایمان میں شگاف ڈال کر بنایا گیا ہے۔۔۔ اور ان ہی کے سینوں پر مونگ دلی جارہی ہے۔۔۔!!

..................☆☆☆..................

اسلامی جمہوریت۔۔۔ایک اور خود فریبی!

یہ اصطلاح یا تو جمہوریت کے وہ دلال استعمال کرتے ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو جمہوریت کا زہر اسلام کے خوشنما اور دلکش کیپسول میں دے کر ان کے دین وایمان کا خون کرنا چاہتے ہیں۔یا پھر وہ لوگ جو یا تو طاغوتی جمہوری نظام کے غلغلے کے نفسیاتی اثر سے ابھی تک مکمل طور پر نکل نہیں پائے یا شاید وہ اسلام کو دین کامل کے طور پر قبول کرنے پر تیار نہیں۔اور وہ یہ کمی جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کر کے پوری کرنا چاہتے ہیں۔جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لفظ لگا کر یہ سمجھ لینا کہ شاید اب جمہوریت مشرف بہ اسلام ہوگئی ہے بالکل ایسا ہے کہ غلاظت کے ڈھیر پر خوشنما پردہ ڈال کر اس پر اسلامی غلاظت نام کی تختی لگا دی جائے۔

جمہوریت کو اسلامی بنانا جمہوریت کے بعض طریقوں میں اصلاح کی بات کرنا یا متناسب نمائندگی کی شرط پر اسے قبول کرنا خود اپنے آپ اور پوری قوم کو دھوکہ دینے اور وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔کیونکہ جمہوریت کا کوئی اصول جمہوریت کا کوئی ضابطہ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالی کے مقام کے تعین کے بارے میں جمہوریت کا تصور بھی اسلام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا اور جب اصل صورت حال یہ ہے تو آخر ہم مغرب کی اس داشتہ کی سحر انگیزیوں بلکہ شر انگیزیوں سے خود کو آزاد کیوں نہیں کر لیتے۔۔۔؟کمبل میں شال کا ٹکڑا لگا دینے سے آخر ہم اس کمبل کو شال باور کرانے پر کیوں بضد ہیں۔۔۔؟اگر ہم اسلامی نظام کو واقعی دل سے ایک مکمل اور باعث خیر وفلاح نظام سمجھتے ہیں تو ہم اس کی طرف رجوع کر کے اس کو نافذ کرنے کیلئے انقلابی قدم کیوں نہیں اٹھاتے۔۔۔؟

طاغوتی نظام جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لفظ لگا دینا اس بات کا ثبوت فراہم نہیں کرتا موجودہ نظام واقعی باعث خیر وبرکت ہے اسلامی نظام کو بالفعل نافذ کر کے اس کے فوائد اور ثمرات سے پورے ملک وقوم کا نقشہ بدل کر رکھ دینا اسوقت اہم ترین ضرورت ہے اور قوم کے نوجوانوں کو اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے اب کھڑے ہوجانا چاہیے اور جمہوریت کے طاغوتی نظام کے

خلاف علم بغاوت بلند کرنا چاہیے یقیناً ایک طاغوتی اور باطل نظام ہے۔۔۔!!

جمہوریت۔۔۔۔دور جدید کا سب سے بڑا بت

جمہوریت کو دور جدید کا سب سے بڑا بت قرار دینا کسی وقتی جذباتی ہیجان کا نتیجہ ہرگز نہیں۔اور نہ یہ کسی ذاتی بغض وعناد کا اظہار ہے۔میں اس سلسلہ میں غیر جانبداری کا دعویٰ کر کے اپنے موقف کو درست باور کرانے کی کوشش بھی نہیں کروں گا کیونکہ یہ یقین مرے ایمان کا ناگزیر حصہ ہے کہ حق اور باطل کے درمیان غیر جانبدار ہونے کا دعویٰ کرنے والا منافق کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔اور درحقیقت وہ بھی اپنے بنیادی خمیر اور کارگزاری کے اعتبار سے باطل ہی ایک حصہ ہوتا ہے۔جمہوریت کو دور جدید کا سب سے بڑا بت قرار دینا میری بقائمی ہوش وحواس ایک سوچی سمجھی رائے اور یقین ہے۔میری اس رائے اور یقین کی بنیاد اس آفاقی حقیقت قرآن پر قائم ہے۔جس نے اسلام کو واحد برحق دین کا درجہ دے کر اس کے مقابلے میں دوسرے تمام ادیان ،نظریات،قوانین اور نظام ہائے زندگی کو کافرانہ،باطل،طاغوتی اور مختلف صورتوں میں پوجے جانے والے بت قرار دیا ہے۔

دین اسلام اللہ تبارک وتعالی کی بندگی کا نام۔!اوراس کے علاوہ باقی تمام نظام طریقے اور ضابطے نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کے جذبے کے تحت دراصل ان قوتوں کی بندگی کا حق ادا کرنے کے مختلف انداز ہیں جن قوتوں نے یہ طریقے اور نظام انسانی پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کیلئے ایجاد کئے ہیں۔دور جدید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کیلئے تجویز کردہ اسلامی نظام کے مقابلے میں سب سے زیادہ ڈھٹائی اور طنطنے کے ساتھ کھڑا ہونے والا نظام جمہوریت ہی ہے۔جو نہ صرف اپنے غلیظ اور بھیانک چہرے پر منافقت کی سرخی پاوڈر لگا کر پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کی نظروں کو خیرہ کر رہا ہے بلکہ کئی مسلم ممالک پر عملا قبضہ کر کے ان کے دین وایمان کے جنازے نکال رہا ہے۔

عالم اسلام اور خصوصا پاکستان اس کے مذہبی لیڈروں فہیم عناصر اور اسلام کیلئے ہر وقت

ہر قربانی دینے کیلئے تیار نوجوانوں کو جمہوریت کو محض ایک انتخابی طریقہ سمجھنے کی اپنی غلط فہمی اب دور کر لینی چاہیئے۔ جمہوریت صرف ایک انتخابی عمل یا انتظامی طریقے کا نام نہیں بلکہ یہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ کیلئے ایک مکمل شیطانی پروگرام رکھنے والے اور اس پروگرام کو ہر قیمت پر عملی جامہ پہنانے والے مکمل نظام کا نام ہے۔ اور جمہوریت کا یہ شیطانی منصوبہ اپنی تمام تر جزویات اور تفصیلات سمیت بالکل واضح طور پر ہمارے سامنے ہے۔ جمہوریت ہر سوچ اور ہر فکر کو اللہ تبارک وتعالی کے علم کامل پر مبنی رہنمائی سے آزاد کر کے اسے ذاتی خواہشات اور نفسانی جذبات کے کھلے میدان میں چھوڑ کر بے لگام کر دینا چاہتی ہے۔ اور ان سفلی جذبات اور ذاتی خواہشات کے دو دھاری خنجر سے صالح عقائد، نظریات اور اقدار کا خون کر کے جنسی جنونیت اور دولت واقتدار کے بے قید حرص وہوس کے ذریعے پورے معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنا دینا چاہتی ہے۔۔۔ اللہ کے بجائے عوام کو حق حاکمیت کی تفویض۔۔۔ الٰہی قانون کے بجائے انسانی قانون کے نفاذ پر اصرار۔۔۔ اخلاق وکردار کے جوہر سے عاری ڈاکو نما رہبروں کا مسلمانوں پر تسلط۔۔۔ سودی نظام کو جاری رکھنے کی ضد۔۔۔ عالم وجاہل باکردار و بدکردار اور صالح وزانی سب کیلئے یکساں مواقع کی فراہمی۔۔۔ قاہرہ کانفرنس کا ایجنڈا۔۔۔ خاندانی منصوبہ بندی کی منصوبہ بندی۔۔۔ الیکٹرانک اور پریس میڈیا کے ذریعے سفلی جذبات کو برانگیختہ کرنے کی مہم۔۔۔ اور ڈش اور وی سی آر کے ذریعے پورے معاشرے کو قحبہ خانہ بنانے کا عمل۔۔۔ اسی طاغوتی جمہوری نظام کے شیطانی پروگرام کے واضح منصوبے نہیں تو اور کیا ہیں۔۔۔؟

یہ اہم نکتہ ذہن میں رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو یہ مذہب بنا کر نہیں ایک مکمل دین کے طور پر منتخب اور پسند کرنے کا فیصلہ کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے رہتی دنیا کے انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ اسلام صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی ان عبادات کا نام ہرگز نہیں جو پوری دنیا کو درمیان سے نکال کر محض اللہ تبارک وتعالی اور بندے کے باہمی تعلق کا وسیلہ بنتے ہیں۔

اسلام وہ مکمل دین اور دستور حیات ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی کیلئے انتہائی واضح پروگرام، قواعد وضوابط اور اصول ان کی تمام تر تفصیلات کے ساتھ فراہم کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی اور بندے کے درمیان تعلق کا تقاضا اللہ کے نزدیک صرف یہ ہرگز نہیں کہ اللہ کا بندہ اللہ تبارک وتعالی کے بتائے ہوئے طریقوں پر اس کیلئے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات کی ادائیگی پر ہی اکتفا کرے اور اللہ تبارک وتعالی سے اپنے تعلق کو کامل ومضبوط خیال کرنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ کی بندگی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر شعبے۔۔۔ اپنے تمام معاملات کے ہر بنیاد۔۔۔ اور دنیا میں اپنے کردار کے ہر انداز کو دین اسلام کے بتائے ہوئے قواعد وضوابط کے سانچے میں ڈھال کر اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً کے تقاضوں کی کلی تکمیل کر دی جائے۔ اللہ کے بندوں کا نظام حکومت اللہ کے عطاء کردہ نظام کے مطابق چلتا ہو۔۔۔ ان کا قانون اللہ کا دیا ہوا قانون۔۔۔ تمام شعبوں سے متعلق ذمہ دار افراد کا معیار اسلام کا بتایا ہوا معیار ہو۔۔۔ نظام معیشت کی بنیاد اسلام کے استحصال سے پاک اصولوں پر استوار ہو۔۔۔ نظام تعلیم اسلام کے دیئے گئے نظریاتی خطوط پر چل رہا ہو۔۔۔ نظام عدل وانصاف اللہ کے بتائے ہوئے عادلانہ طریقوں کے مطابق قائم ہو۔۔۔ دولت کی تقسیم اسلام کے مساویانہ مواقع کی فراہمی کے اصول پر ہو۔۔۔ بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی اسلام کے حکم کے مطابق حکومت کی ذمہ داری ہو۔۔۔ اور معاشرے کا اخلاقی ڈھانچہ اسلام کے بتائے ہوئے عفت وعصمت اور شرم وحیا کے ستونوں پر کھڑا ہو۔۔۔!

لیکن جمہوریت کے شاطر دلالوں نے مسلمانوں کی بے علمی اور سادہ لوحی کا خوب خوب فائدہ اٹھا کر کمال ہوشیاری کے ساتھ اسلام کو دین کے بجائے ایک مذہب تک محدود کر دیا۔ اور ریاست سے کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو اپنے شیطانی ضابطوں اور خودساختہ اصولوں کے شکنجے میں جکڑ دیا۔ دین کا علم رکھنے والوں پر ملا کی پھبتی کس کر انہیں ریاستی معاملات اور سیاست یکسر بے دخل، اور اسلام پر فرسودہ اور پرانے خیالات کا لیبل لگا کر حکومت کے تمام شعبوں پر اس کے انتہائی

صالح اور مفید اثرات مرتب ہونے کے عمل کو بالکل ناممکن بنا دیا۔۔۔جن افراد کو اللہ تعالیٰ نے نظامِ حکومت چلانے کا اصل حقدار اور اہل بتایا جمہوریت نے انہیں تسبیح اور مصلے پر قناعت کا سبق دے کر مسجد اور حجرے تک محدود کر دیا۔۔۔جس سود کو حرام قرار دے کر اس پر اصرار کو اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا جمہوریت نے اسے معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بنا کر ہر فرد کے پیٹ تک پہنچا دیا۔۔۔جمہوریت نے عفت وعصمت اور حیا کو دقیانوسیت کا نام دے کر مادر پدر آزاد کلچر کے ذریعے پورے معاشرے کو شرم وحیا سے عاری اور آزادانہ جنسی اختلاط کا دلدادہ بنا دیا۔۔۔جمہوریت نے جذبہ جہاد وشہادت کو دہشت گردی اور بنیاد پرستی خطابات سے نواز کر ایسے مجاہد سرفروشوں کو ریاستی کے جبر کے ذریعے کچل کر رکھ دینے کی روش اپنائی۔۔۔

جمہوریت !زندگی کے ہر شعبے سے اسلام کے اثرات کو مٹا دینے کے در پے ہے۔۔۔جمہوریت !ریاستی عوام کی زندگی میں اسلامی رنگ دیکھنے کی ہرگز روادار نہیں۔۔۔دین جمہوریت پورے معاشرے کو دین اسلام کے تمام ضابطوں سے آزاد کر کے اسے اپنے ضابطوں اور اصول وقواعد کا غلام بنا دینا چاہتا ہے۔۔۔جمہوریت !مسلمانوں کے دین وایمان کو غارت کر دینے والا دورِ جدید کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔۔۔!!جمہوریت اللہ تبارک وتعالی کے مقابل کھڑا کیا گیا دورِ جدید کا سب سے نمایاں طاغوتی نظام ہے۔۔۔!!جمہوریت! دورِ جدید کا سب سے بڑا بت ہے۔۔۔!!

..................☆☆☆..................

خالد بن ولید، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی، اسامہ بن لادن، علامہ عبدالرشید غازی کے بیٹو انقلاب کے لیے کھڑے ہوجاؤ

تاریخ انسانی کے ہر دور میں کوئی نہ کوئی طاغوت اللہ کی وحدانیت کے مقابلہ میں شرکت کی واضح اور بدترین صورت لئے اولاد آدم کو گمراہ کرتا رہا ہے۔اور اس دور کے لوگوں کی اکثریت اپنے جہل اور لاعلمی کی وجہ سے وقت کے ان طاغوتوں کو اپنا نجات دہندہ اور خیر وفلاح کا ذریعہ سمجھتی رہی ہے۔دراصل یہ طاغوت اللہ تبارک وتعالی کے تجویز کردہ صالح نظام قوانین اور طور طریقوں کے مقابلے میں نفسانی خواہشات پر مبنی اپنے ناقص ذہن کے تخلیق کردہ نظریات افکار اور نظام ہائے زندگی کے مطابق لوگوں کے معاملات کو چلانے پر بضد رہے۔لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ ہرگز گوارہ نہیں کہ اسی کا پیدا کردہ کوئی انسان اٹھ کر اس کے مقابلے پر آجائے اور اس کی ہمسری کا دعویٰ کرنے لگے، وہ کام جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے اپنے ذمے لیا ہے کوئی اس میں دخل اندازی کرکے اپنے آپ کو اس کا شریک گردانے۔۔۔یا خود کو اس جیسا ظاہر کرنے اور اس جیسا بتانے کے گھمنڈ میں مبتلا ہو۔۔۔

گئے زمانوں میں جب بھی کسی طاغوت نے اللہ کی برابری، اس کے اختیارات میں شرکت اور اللہ تبارک وتعالی کے بندوں کو اللہ تبارک وتعالی کے بتائے ہوئے طریقوں اور نظاموں کے مقابلے میں اپنے ایجاد کردہ خود ساختہ طریقوں اور نظام کے مطابق چلانے پر اصرار کیا۔۔۔اور جب اس کی یہ بغاوت اور سرکشی حد سے تجاوز کرگئی۔۔۔تو اپنی توحید کا علم سر بلند رکھنے، اپنے نظام حق کو روئے زمین پر جاری وساری کرنے۔۔۔اور ایسے سرکش، باغی اور الوہیت کی دعویدار طاغوتی قوتوں کو پیوند خاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور پیغمبر دنیا میں بھیجے اور ان سے ان سرکشوں کی سرکوبی اور قیام دین حق کا کام لیتے رہے۔نبوت کے اختتام کے بعد اس ذمہ داری کو امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض بنادیا گیا۔رسول ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حق وباطل کی یہ کشمکش ابھی ختم نہیں ہوئی۔ہر زمانے میں

طاغوت صورتیں بدل بدل کر لوگوں کو اپنا غلام بناتا رہا۔۔۔!اور امت کے حق شناس اور حق پرست مجاہد ایسے طاغوت سے برابر ٹکر لیتے رہے۔۔۔تاریخ کے مختلف ادوار میں باطل کے بت اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت کے مقابلے میں ایستادہ (کھڑے) کئے جاتے رہے۔۔۔!اوراس دور کے بت شکن اپنی بت شکنی کا فرض پورا کرتے رہے۔۔۔!

موجودہ وقت بھی ازل سے جاری وساری زمانے کا ایک دور، جہاں وقت کے آزر بدستور اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔۔۔ایک اللہ کی وحدانیت کے سامنے اپنی جبینیں جھکا دینے والے بھی موجود ہیں۔۔۔!اور نفس وشیطان ذاتی خواہشات اور نسلی ولسانی تعصّبات کے بتوں کو پوجنے والوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔۔اسلامی نظام کا علم بلند کرنے والے بھی بہت ہیں۔۔۔!اور طاغوتی جمہوری نظام کے آگے سرتسلیم خم کرنے والے بھی بے شمار۔۔۔وقت کے فرعون بھی اپنے دعویٰ الوہیت کے ساتھ سینہ تانے کھڑے ہیں۔۔۔!اور نمرود کی بھڑکتی ہوئی آگ بھی کسی ابراہیمؑ کی راہ تک رہی ہے۔۔۔۔!

لیکن وقت کی ان بالا دست طاغوتی قوتوں سے نمٹنے کیلئے خالد بن ولید محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی ، اسامہ بن لادن ، علامہ عبدالرشید غازی شہیدؒ کو آواز دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔!ان کے ذمہ ان کے زمانے میں جو کام لگا دیا گیا تھا، وہ اپنا کام پورا کر کے اپنے رب کے پاس جا چکے۔۔۔باطل کے جن بتوں کو ریزہ ریزہ کر دینا ان کے سپرد کیا گیا تھا۔۔۔!وہ اپنی وہ ذمہ داری بحسن وخوبی پوری کر کے راہ دنیا سے گزر چکے۔۔۔!!

اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ ہر دور کے فرعون کے راستے میں اس دور کا کوئی موسیٰ کھڑا ہو جائے۔۔۔ہر زمانے کے نمرود کی آگ میں کودنے کیلئے اس زمانے ہی کا کوئی ابراہیمؑ آگے بڑھے۔۔۔ہر دور کے بت اسی دور کے بت شکنوں کے ہاتھوں مسمار ہوں۔۔۔اور ہر زمانے کے طاغوت اسی زمانے کے سرپھرے اور سر بکف مجاہدوں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچیں۔۔۔!!

وقت کے طاغوت کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر مسلم نوجوان کو محمد بن قاسم، اسامہ بن لادن، علامہ عبدالرشید غازی شہیدؒ، بن کر اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی زمین تنگ کرنا ہوگی۔۔۔دین اسلام کو دنیا کا مقدر بنانے کیلئے خالد بن ولید بن کر باطل کے در و بام پر لرزہ طاری کر دینا ہوگا۔۔۔اور ہر طاغوتی قوت سے مسلسل برسر پیکار رہنے کیلئے صلاح الدین ایوبی جیسی بہادری، ہمت اور حوصلہ پیدا کرنا ہوگا......کل فرعونیت اور نمرودیت کی جھوٹی الوہیت کو پیوند خاک کرنے کا مشن حضرت موسیٰ وحضرت ابراہیم علیہما السلام کے حوالے تھا....اور آج جمہوریت کے اس سے بڑے بت پر تیشہ چلانے کے لیے اسلامی انقلاب کے دیوانوں مستانوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے

..................☆☆☆..................

﴿اسلامی انقلاب کے لئے کوشش کیوں فرض ہو چکی؟﴾

☆...... جب اسلامی نظام کے لئے بننے والے ملک میں انگریزی نظام کا راج ہو۔

☆...... جب عدالتوں میں انگریزی نظام رائج ہو اور قرآن وسنت سے پہلو تہی ہو۔

☆...... جب سودی نظام نے معیشت کو تباہ کر دیا ہو اور ملک پندرہ ہزار ارب کا مقروض ہو چکا ہو۔

☆...... جب کراچی میں مسلمانوں، علماء وطلباء کا قتل عام ہو۔

☆...... جب بلوچستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہو۔

☆...... جب خیبر پختونخواہ جل رہا ہو۔

☆...... جب چوروں ڈکیتوں کا راج ہو۔

☆...... جب مسلمانوں کا قتل عام ہو اور حکمران صرف مذمت کر رہے ہوں۔

☆...... جب چیف جسٹس انصاف دلانے میں بے بس نظر آرہے ہوں۔

☆...... جب غریب روٹی، کپڑے، مکان کو ترس رہا ہو۔

☆...... جب حکمران ملک کو لوٹنے پر لگے ہوں۔

☆...... جب حکمرانوں کے کھوکھلے دعووں سے قوم تنگ آچکی ہو۔

☆...... جب قوم کا بڑا ایک طبقہ حب الدنیا وکراہیت الموت کا شکار ہو۔

☆...... جب چینلوں رسائل وغیرہ کے اندر بے حیائی، فحاشی عام ہو۔

☆...... جب ملک میں لاکھوں بدکاری کے اڈے قائم ہوں۔

☆...... جب پاکستان میں وزیر اعظم، صدر، وزراء قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی، علماء اور طلباء، پروفیسر، وکلاء، فوجی جوان، پولیس، صحافی کسی کی جان محفوظ نہ ہو۔

☆...... جب موجودہ سیاستدانوں کے پاس اور جمہوری نظام میں کراچی، بلوچستان، اور قبائل کے مسائل کا حل صرف زبانی جمع خرچ کے علاوہ نہ ہو جب پاکستان کے سابق جرنیل شاہد عزیز بھی یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جمہوری اور فوجی نظام گند ہی گند ہے۔ اور پاکستان میں صرف اور صرف اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے۔

؟

کیا اس صورت میں اسلامی انقلاب کی کوشش فرض عین نہیں ہو جاتی۔

اسلامی نظام کا درد رکھنے والوں سے چند ضروری گزارشات

از؛ مولانا محمد عبدالعزیز غازی

حضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو مسلمانوں کے مسائل کی فکر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور حضورﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اگر آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے آج پورا ملک اور پوری دنیا ظلم وستم کی آماج گاہ بنی ہوئی ہے ہر طاقت والا کمزور پر ظلم وستم ڈھا رہا ہے اور اسلامی نظام نہ ہونے کی وجہ سے حالات انتہائی دگرگوں ہیں عدالتیں جہاں سے لوگوں کو انصاف ملنا تھا قرآن وسنت کا نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے عدالتوں سے انصاف نہیں مل پا رہا انصاف کے حصول کے لیے لاکھوں کروڑوں روپے اور کم از کم دس پندرہ سال کی ضرورت پیش آتی ہے حضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بہترین عمل فرائض کے بعد مسلمانوں کا دل خوش کرنا ہے اس کا قرضہ ادا کر کے اس کو کھانا کھلا کر اس کو کپڑے پہنا کر ایک حدیث میں حضورﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر ستر نیکیاں اس کو ملتی ہیں ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور اگر وہ کام اس کے ذریعے سے پورا ہو جائے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کام کے دوران اگر اس کی جان چلی جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بلا حساب وکتاب کے جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے اس لیے تمام ان لوگوں سے جو اسلامی نظام کا درد رکھتے ہیں گزارش ہے کہ چند چیزوں کا خصوصی اہتمام فرمائیں

(۱) راتوں کو اٹھ کر تہجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے امت مسلمہ اور اسلامی نظام کے لیے خوب آہ زاری کرنا۔

(۲) اسلامی نظام کے لٹریچر کو خوب غور سے پڑھیں اور اسلامی نظام کی فکر کو عام کریں۔

(۳) اسلامی نظام کے لٹریچر کو خرید کر اور چھپوا کر خوب عام کریں۔

(۴) اگر آپ وکیل ہیں اور اسلام سے واقفیت رکھتے ہیں اور اسلامی نظام کو چاہتے بھی ہیں تو تحقیق کر کے برطانوی نظام کے نقصانات اور اسلامی نظام کے فوائد پر مضامین لکھیں اور اس کو

خوب عام کریں۔

(۵) اپنے علاقے میں علماء کرام اور معززین کی جماعتیں بنا کر غریبوں کے تعاون کی طرف قدم بڑھائیں غریبوں اور عوام پر ظلم نہ ہونے دیں جو ظلم کر رہا ہو اس کو جا کر پیار سے سمجھائیں پھر بھی نہ مانے تو علماء اور معززین مل کر اس کا بائیکاٹ کریں اور علاقے کے تھانے دار سے مل کر اس کو ظلم سے رکوائیں۔

(۶) علاقے میں بدکاری کے اڈے چل رہے ہوں تو علاقے کے معززین اور علماء مل کر پہلے ان اڈوں کے مالکان کے پاس جائیں اور انہیں جنت کے مناظر بتلا کر اور جہنم کی ہولناکیاں بتلا کر اس کام سے رکنے کا کہیں پھر بھی نہ رکیں۔ تو علماء اور معززین علاقہ مشورہ کر کے مسجد میں یہ اعلان کریں کہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی بھی میل جول نہ رکھے اور کوئی بھی خرید وفروخت نہ کرے اور تھانوں میں جا کر تھانے والوں سے کہیں کہ اس بدکاری کے اڈوں کو ختم کریں نہیں تو علماء کرام اور اہل علاقہ مل کر اس اڈے کے سامنے دھرنا دیں گے اور ذکر کی محفل قائم کریں گے اور جب تک یہ اڈہ ختم نہ ہوگا یہ دھرنا جاری رہے گا۔

(۷) تمام علاقوں میں غریبوں کے تعاون کے لیے مساجد اور مدارس میں مراکز بنائیں اور دفتر بنائیں اور وہاں ایک رجسٹر بنائیں کہ علاقے کے جس انسان پر ظلم اور زیادتی ہو وہ یہاں آ کر اپنے ظلم اور زیادتی کا اندارج کرے پھر علماء اور اہل علاقے کے معززین مل بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں اور ضرورت پڑے تو تھانے میں چلے جائیں۔

(۸) ہر علاقے میں ایک بیت المال قائم کریں اور لوگوں کو ترغیب دیں کہ اپنا زائد از ضرورت مال جو گھروں میں بیکار پڑا ہے یعنی کپڑے، برتن، جوتے اور ضروریات زندگی اس کو یہاں بیت المال میں جمع کروائیں اس کے ساتھ ہر مہینے رقم اور جنس کی صورت میں چینی، دال، آٹا، گھی وغیرہ جمع کروائیں پھر خوب تحقیق سے علاقے کے غریبوں کی فہرست بنائیں اور انہیں ایک تعاون کارڈ جاری کریں اور ماہانہ ان کا تعاون کریں۔

(۹) علاقے میں ترغیب دے کر نظام صلاۃ قائم کریں تا کہ اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ ہوں اور نمازوں کے اوقات میں دکانیں بند کروائیں اور نیک صالح نوجوان ان دکانوں کی نگرانی کریں۔

(۱۰) علاقے میں ترغیب دے کر بے حیائی فحاشی کے سائن بورڈ اور بینرز جو ایمان کی بربادی ہیں ان کو ختم کروائیں جو ترغیب سے نہ مانیں تو علماء اور معززین علاقہ بیٹھ کر مشورہ کر کے اس شخص سے بائیکاٹ کا اعلان کریں اور لوگوں سے کہیں کہ اس شخص سے اس وقت تک خرید وفروخت نہ کریں جب تک یہ گندا بورڈ نہ ہٹا دے۔

(۱۱) علاقے میں مشورہ سے شادی بیاہ اور گانے باجے پر فائرنگ پر پابندی لگائیں اس کو ترغیبا روکیں اور یہ کہہ دیں کہ جو گانے باجے اور رقص وسرور کی محفلیں قائم کرے گا تو خصوصا علماء اور معززین اس سے قطع تعلق کریں گے اور زجرا اور توبیخا یہ بھی کہیں کہ اگر یہ مر گیا تو نیک اور صالح لوگ اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے انشاء اللہ اس کا اثر ہو گا پورے ملک میں بھتہ خوری اغواء، ظلم وستم، عام ہے اور گندے لوگوں نے اپنی طاقت بنا کر ظلم وستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے تو اہل دین کو چاہیے کہ وہ بھی وہ بھی اپنی طاقت بنائیں اور ضرورت پڑے تو اسلحہ کو لائسنس خریدیں اور ظلم وستم کے سامنے ایک مضبوط دیوار بن جائیں اور طاقت والا جتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو اس کی طاقت سے نہ گھبرائیں اس لیے کہ حق والے تھوڑے ہی کیوں نہ ہو اور ان کی طاقت کم ہی کیوں نہ ہو ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے ہمارے علاقے روجھان، کچے کے علاقے میں اسی نوے ڈاکوؤں نے پورے علاقے کو یرغمال بنایا ہوا تھا پانچ پانچ سو پولیس والے ان کے سامنے بے بس تھے چند نواجوان ان کے سانے کھڑے ہوئے اسی نوے طاقت ور ڈاکو پسپا ہوئے علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تبلیغی جماعت میں نکل گئے اور پولیس کی رپورٹ یہ ہے کہ ان کے چنگل سے ۱۲۰ بچیاں آزاد ہوئیں جن بچیوں کو انہوں نے اغواء کر رکھا تھا ان کے ساتھ ظلم وستم کر رہے تھے۔ اور یاد رکھیں کہ حالات بدلنے والے ہیں جتنا عسر بڑھ رہا ہے اتنا بڑا یسر بھی آنے والا ہے اللہ تبارک وتعالی کا

قانون ہے۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا .اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا(القرآن)

اور یادرکھیں کہ اللہ کا قانون نہیں بدلتا اگر عسر کا دور ہے تو یسر کا دور بھی آئے گا اور اللہ تعالی فرماتے ہیں ''تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ'' کہ یہ دن ہم پلٹتے رہتے ہیں اگر آج کے دن ظالم اور جابروں کے حق میں ہیں تو ایک دور آنے والا ہے کہ دن نیک اور متقی لوگوں کے حق میں بھی ہوں گے اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں۔''وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلاً''

کہ اللہ کی سنت اور اللہ کے قانون تبدیل نہیں ہوتے بہت جلد اسلامی نظام کا دور آنے والا ہے اور خلافت قائم ہونے والی ہے اور اللہ تبارک وتعالی کے دیوانے اور اسلامی نظام سے پیار کرنے والے جیلوں اور عقوبت خانوں میں پڑے ہیں اللہ تبارک وتعالی نے ان سے عظیم کام لینے ہیں اسلامی نظام اور خلافت کے لیے اس لیے ان کو تربیت کے لیے عقوبت خانوں اور جیلوں میں ڈال دیا ہے اور یہی اللہ کی سنت ہے جن سے عظیم کام لینے ہوتے ہیں وہ سخت امتحانوں میں ڈالے جاتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے عظیم کام لینا تھا تو وہ لاپتہ ہو گئے اور جیل پہنچ گئے اور پھر اللہ تبارک وتعالی نے ان سے عظیم کام لیا۔اس لیے غم زدہ نہ ہوں پریشان نہ ہوں جلد اللہ کی نصرت آنے والی ہے اور جلدی آگے بڑھیں اور اسلامی نظام کی کوششوں کو تیز کریں،اور اس کے لیے چند کتابوں کا مطالعہ کریں۔

﴿۱﴾ اسلامی نظام سارے مسائل کا حل (حضرت مولانا محمد عبدالعزیز غازی)
﴿۲﴾ اسلامی خلافت (مولانا فضل محمد)
﴿۳﴾ اسلامی انقلاب کی کوشش کیوں فرض (ڈاکٹر سید محمد اقبال)
﴿۴﴾ اسلام کا نظام امن (مفتی ظفیر الدین)
﴿۵﴾ اسلام کا نظام (مفتی ظفیر الدین)
﴿۶﴾ برطانوی نظام فروغ جرائم اور تاخیر انصاف کا ذمہ دار (انیس الرحمٰن ایڈوکیٹ)

☆☆☆

محمد طیب سیرین؛ یکم جمادی الاول ۱۴۳۴